عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ختم نبوۃ

انٹرنیشنل

ملت اسلامیہ کا بین الاقوامی جریدہ

ہفت روزہ

جلد ۵

شمارہ ۹

گستاخ رسول کی نفسیات

وکفی باللہ شہیدا

محمد رسول اللہ

والذین معه اشدأ
على الكفار رحمأ بينهم

شاہ ولی اللہ پر قادیانی افترا اور اس کا جواب

رسول نگر گوجرانوالہ میں ایک گستاخ صحابہ کا عبرتناک انجام

تھوڑی دیر اللہ والوں کی مجلس میں

جناب احمد دیدات کا پادری سے مناظرہ اور قادیانی

لٹریچر کی اشاعت میں حصہ لیجئے

اندرون و بیرون ملک سے مسئلہ ختم نبوت اور رد قادیانیت کے موضوع پر لٹریچر کی شدید مانگ ہے اور اس میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ جب سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اپنی سرگرمیوں کا دائرہ پوری دنیا میں پھیلایا ہے ـــــ مرکزی دفتر ملتان اور کراچی دفتر میں بیرون ملک سے لاتعداد خطوط موصول ہو رہے ہیں جن میں انگریزی اور عربی میں لٹریچر کا تقاضا ہوتا ہے۔

الحمد للہ ـــ ہم ان تمام تقاضوں کو پورا کرنے میں کامیاب ثابت ہوئے ہیں۔ اس وقت اللہ کا شکر ہے ہم نے مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب کوئی خطہ ایسا نہیں چھوڑا جہاں ہم نے اپنا لٹریچر نہ پھیلایا ہو، ہمارے لٹریچر کی ترسیل ہوائی ڈاک سے ہو رہی ہے جس پر بڑی رقم خرچ ہوتی ہے اس کے علاوہ بیرون ملک جانے والے مسافروں کے ذریعہ بھی بہت سارا لٹریچر بھیجا جا رہا ہے۔

اس وقت انگریزی اور عربی میں زیادہ سے زیادہ لٹریچر شائع کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ عربی اور انگریزی میں شعبہ تصنیف و تالیف کا بھی منصوبہ ہے جس کے لیے بھی فنڈ کی اشد ضرورت ہے۔ لہٰذا ہم پوری امت کے اہل خیر سے گذارش کرتے ہیں کہ وہ ہمارے "اشاعت فنڈ" میں دل کھول کر عطیات دیں تاکہ دنیا کے چپے چپے میں ہم لٹریچر پہنچا سکیں۔

رقوم بھیجنے کے لئے

عالمی مرکزی دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ۔ ملتان
فون ـــــ 76338

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی، جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

پرانی نمائش۔ کراچی ۳، پاکستان - فون ـــ ۷۱۱۶۷۱

کراچی میں "رقوم" براہ راست بنک میں بھی جمع کرا سکتے ہیں۔

۱ - الائیڈ بنک آف پاکستان، بنوری ٹاؤن برانچ کراچی کرنٹ اکاؤنٹ نمبر ۳۶۲
۲ - الائیڈ بنک آف پاکستان، کھوڑی گارڈن برانچ کراچی کرنٹ اکاؤنٹ نمبر ۷۵۹

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

کراچی

جلد نمبر ۵ — ۲۲ تا ۲۹ ذیقعدہ ۱۴۰۶ھ بمطابق یکم تا ۷ اگست ۱۹۸۶ء — شمارہ نمبر ۹

زیر سرپرستی

شیخ المشائخ حضرت مولانا
خان محمد صاحب مدظلہ
خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

مجلس ادارت

مولانا مفتی احمد الرحمٰن — مولانا محمد یوسف لدھیانوی
مولانا منظور احمد الحسینی — مولانا بدیع الزمان
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

مدیر مسئول

عبدالرحمٰن یعقوب باوا

انچارج شعبہ کتابت

حافظ محمد عبدالستار واحدی

رابطہ دفتر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی ۳
فون: ۷۱۱۶۷۱

سالانہ چندہ

سالانہ ۱۰۰/- روپے — ششماہی ۵۵/- روپے
سہ ماہی ۳۰/- روپے — فی پرچہ ۲/- روپے

بدل اشتراک
برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک

امریکہ، جنوبی امریکہ، ویسٹ انڈیز	۴۲۵ روپے
افریقہ	۳۷۵ روپے
یورپ	۳۷۵ روپے
وسطی ایشیا	۳۷۵ روپے
جاپان۔ ملائشیا	۳۷۵ روپے
سنگاپور	۳۷۵ روپے
چائنا	۳۷۵ روپے
فی جی۔ نیوزی لینڈ	۳۷۵ روپے
آسٹریلیا	روپے
خلیجی ممالک	روپے

اندرون ملک نمائندے

اسلام آباد	عبدالروف
گوجرانوالہ	حافظ محمد ثاقب
سیالکوٹ	ایم عبدالرحیم شکرگڑھ
مری	قاری محمد اسداللہ عباسی
بہاول پور	محمد اسماعیل شجاع آبادی
بھکر/کلورکوٹ	حافظ غلام مصطفیٰ قاسمی
ربوہ	شبیر احمد عثمانی
راولپنڈی	عبدالخالق علوی
پشاور	مولانا نور الحق نور
لاہور	رزاق طاہر
مانسہرہ	سید منظور احمد شاہ آسی
فیصل آباد	مولوی فقیر محمد
لیہ	حافظ خلیل احمد کروڑ
ڈیرہ اسمٰعیل خان	محمد شعیب گنگوہی
کوئٹہ بلوچستان	فیاض حسن سجاد۔ نذیر احمد تونسوی
شیخوپورہ/ننکانہ	عبدالمتین خالد
ملتان	عطاء الرحمان
سرگودھا	حافظ محمد اکرم طوفانی
حیدرآباد سندھ	نذیر احمد بلوچ
گجرات	چوہدری محمد طفیل

سرپرستان ختم نبوت

حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب مدظلہ مہتمم دارالعلوم دیوبند انڈیا
مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا ولی حسن صاحب۔ پاکستان
مفتی اعظم برما حضرت مولانا محمود داؤد یوسف صاحب — برما
حضرت مولانا محمد یونس صاحب — بنگلہ دیش
شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد اسحاق خان صاحب متحدہ عرب امارات
حضرت مولانا ابراہیم میاں صاحب — جنوبی افریقہ
حضرت مولانا محمد یوسف متالا صاحب — برطانیہ
حضرت مولانا محمد مظہر عالم صاحب — کینیڈا
حضرت مولانا سعید انگار صاحب — فرانس

بیرون ملک نمائندے

قطر	قاری محمد اسماعیل رشیدی
امریکہ	سرفراز احمد
دوبئی	قاری محمد اسماعیل
ابوظہبی	قاری وصیف الرحمٰن
لائبیریا	ہدایت اللہ
بارڈس	اسماعیل قاضی
کینیڈا	آفتاب احمد
ٹرینیڈاڈ	اسماعیل ناخدا
برطانیہ	محمد اقبال
اسپین	راجہ حبیب الرحمان
ڈنمارک	محمد ادریس
ناروے	غلام رسول
افریقہ	محمد زبیر افریقی
ماریشس	محمد اخلاص احمد
ری یونین فرانس	عبدالرشید بزرگ
بنگلہ دیش	محی الدین خان

ربوہ کا نام "صدیق آباد" رکھنے کی قرارداد منظور کی!

مجلس تحفظ ختم نبوت صدیق آباد کے رہنماؤں مولانا خدا بخش شجاع آبادی اور قاری شبیر احمد عثمانی نے اپنے ایک مشترکہ بیان میں بلدیہ کے ممبران کے اس فیصلہ پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے تمام ممبران بلدیہ ربوہ کو خراج تحسین پیش کیا اور ان کے فیصلہ کو ایک جرأت مندانہ اقدام قرار دیا ہے۔ ان رہنماؤں نے کہا کہ آج سے کچھ عرصہ قبل مجلس تحفظ ختم نبوت نے یہ کوشش کی اور تحریک چلائی کہ ربوہ کا نام تبدیل کر کے "صدیق آباد" رکھا جائے کیونکہ قرآن مجید کے اس لفظ سے قادیانی مسلمانوں کو دھوکہ دیتے تھے۔ اس لیے آج سے تقریباً دو سال قبل آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس مسلم کالونی ربوہ کے عظیم الشان اجتماع میں حضرت الامیر مرشد العلماء، شیخ طریقت خواجہ خواجگان مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اعلان فرمایا تھا کہ ربوہ کا نام تبدیل کر کے صدیق آباد رکھا جائے علاوہ ازیں گزشتہ سال عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن صاحب جالندھری جب ربوہ تشریف لائے تو انہوں نے قاری شبیر احمد عثمانی کو حکم فرمایا کہ آپ باضابطہ طور پر چیئرمین بلدیہ ربوہ کو تحریری درخواست دیں کہ ربوہ کا نام تبدیل کر کے صدیق آباد رکھا جائے چنانچہ قاری شبیر احمد عثمانی نے چیئرمین بلدیہ ربوہ کے نام تحریری درخواست پیش کی جس میں ربوہ کے نام کی تبدیلی کے علاوہ چند ایک اور مطالبات بھی تھے جن میں لکھا گیا کہ ربوہ کی سڑکوں کے نام اور روڈوں کے نام اکابرین ختم نبوت اور شہدائے ختم نبوت کے نام سے منسوب کیے جائیں۔ خطیب ربوہ مولانا خدا بخش اور قاری شبیر احمد عثمانی نے صوبائی حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ فوری طور پر قانونی تقاضے پورے کرتے ہوئے باضابطہ طور پر اعلان کرے کہ ربوہ کا نام "صدیق آباد" ہے۔

بہاولپور کے پروفیسر کی دریدہ دہنی پر شدید احتجاج

بہاولپور: مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے اراکین کا اجلاس قصر ختم نبوت ماڈل ٹاؤن بی میں منعقد ہوا جس کی صدارت مولانا عبد الشکور دین پوری نے کی۔ اجلاس میں اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے پروفیسر سلیمان اظہر کی رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں دریدہ دہنی اور انتظامیہ کی مجرمانہ خاموشی پر تشویش کا اظہار کیا گیا۔

اجلاس میں اچ شریف میں قادیانی غنڈہ گردی اور انتظامیہ کی مرزائیت نوازی پر تشویش کا اظہار کیا گیا۔ واضح رہے کہ ایک قادیانی ٹیچرہ نجمہ نے سلائی کڑھائی کے ٹریننگ سنٹر کے نام سے "دار الکفر والارتداد" کھولا ہوا ہے۔ حال ہی میں اس ٹریننگ سنٹر میں تربیت حاصل کرنے والی ایک مسلم لڑکی کو دو قادیانی لڑکوں مجیب اور رشید نے گھر سے اغوا کیا۔ اور اسے ربوہ لے جانا چاہتے تھے کہ پولیس کے ہتھے چڑھ گئے۔ پولیس نے دو دن تھانہ میں رکھنے کے بعد انہیں رہا کر دیا۔ یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ مذکورہ بالا قادیانی لڑکوں کو "بدکاری ایکٹ" اور تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۸ سی کے تحت گرفتار کر کے سزا دی جائے۔ بصورت دیگر شہر کے پرامن حالات بگڑ سکتے ہیں اور جس کی ذمہ داری انتظامیہ پر ہو گی۔ اجلاس میں مولانا دین پوری کے علاوہ مولانا غلام مصطفیٰ، مولانا عبد الحکیم، مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی، حاجی سیف الرحمٰن، محمد عبد اللہ قریشی و حافظ عبید الرحمٰن ایڈووکیٹ، محمد نواز حاجی، مولانا محمد یوسف، سیٹھ محمد شجاع، محمد یٰسین قریشی، مولانا خیر اللہ خاں و دیگر کارکنوں نے شرکت کی۔

قادیانیوں سے تائب ہونے والوں کا تحفظ کیا جائے

صدیق آباد۔ گزشتہ دنوں ربوہ میں عبد المجید نامی نے جو کہ ایک خاندانی قادیانی ہے اس نے پورے خاندان سمیت مرزائیت کو چھوڑ کر حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت پر ایمان لیا اور مرزائیت سے اعلان بیزاری کرتے ہوئے مرزا قادیانی پر لعنت بھیجی اور مسلمان ہو گیا۔ جس کے اعلان کے بعد مرزائیت کی دیواروں میں زلزلہ آگیا اور سارے ربوہ کے اندر مرزائی پریشان ہو گئے اس بوکھلاہٹ کی وجہ سے ربوہ کے قادیانی غنڈوں نے اس نو مسلم کو قتل کی دھمکیاں اور گالی گلوچ کے خطوط اور ان کے مکان کے اندر گندگی کے پیکٹ جیسی ذلیل اور کمینہ حرکتوں پر اتر آئے۔ جو قادیانیوں کی پرانی عادت ہے۔ نو مسلم عبد المجید نے مجلس تحفظ ختم نبوت ربوہ کے رہنماؤں مولانا خدا بخش اور قاری شبیر احمد عثمانی کو اپنی تکلیفیں بیان کیں۔ ان رہنماؤں نے اسے مکمل تعاون کا یقین دلایا۔ خطیب ربوہ مولانا خدا بخش اور قاری شبیر احمد عثمانی نے ربوہ میں جمعہ کے عظیم الشان اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے ضلع جھنگ کے ڈپٹی کمشنر صاحب اور ایس پی صاحب جھنگ سے خصوصاً اور صوبائی گورنمنٹ سے عموماً زبردست مطالبہ کیا ہے کہ ربوہ میں جو قادیانی مرزائیت کو چھوڑ کر اسلام میں داخل ہوئے ہیں حکومت کا یہ فرض ہے کہ ان کی جان و مال کی اور آبرو کا تحفظ کرے۔ ان رہنماؤں نے ربوہ میں قادیانیوں کی غنڈہ گردی پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے حکومت پنجاب سے مطالبہ کیا ہے کہ ان غنڈوں کے خلاف فوری طور پر مؤثر کارروائی کی جائے تاکہ غنڈہ گردی کی روک تھام ہو سکے اور مسلمان اطمینان و سکون سے زندگی گزار سکیں۔

مردان میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس

رپورٹ
مولانا حسین احمد

مردان (نمائندہ خصوصی) مرزائی غیر مسلموں کی جانب سے مردان میں کلمہ طیبہ کی توہین اور مردان کے مشہور نوجوان عالم دین مولانا حافظ حسین احمد صاحب مہتمم مدرسہ حفظ و تجوید القرآن مردان پر مرزائی غیر مسلموں جاوید اور شبیر کے خلاف مقدمہ رجسٹرڈ کرانے پر مسلمانوں میں عموماً اور نوجوانوں میں خصوصاً بیداری کی ایک عظیم الشان لہر دوڑ گئی ہے اور جوانوں نے اس عزم کا اظہار کیا کہ اب عقیدہ ختم نبوت کی توہین ہم کسی کو بھی نہیں کرنے دیں گے اور قانون کی بالادستی کے لیے ہم آئینی حدود میں ہر قسم کی جدوجہد کریں گے تاکہ حکومت مرزائی غیر مسلموں کو قانون کا پابند بنا سکے۔ اس سلسلہ میں بگٹ گنج مردان میں ایک عظیم الشان جلسہ ختم نبوت کا اہتمام کیا گیا جس کے لیے سارے بازار کو دلہن کی طرح سجایا گیا تھا اور جگہ جگہ ختم نبوت کی حفاظت کے نعروں پر مشتمل کتبے اور استقبالیہ دروازے بنائے گئے تھے اس جلسہ عام میں مقامی علماء کرام کے علاوہ پنجاب اسمبلی کے رکن مولانا منظور احمد چنیوٹی اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرحد کے ناظم اعلیٰ مولانا نورالحق نور کو خصوصی طور پر مدعو کیا گیا تھا ہر دو قائدین کو علماء کرام کی قیادت میں ایک بہت بڑے جلوس کی شکل میں جلسہ گاہ تک لایا گیا راستہ میں نوجوانوں نے اپنے جذبات کا اظہار پرجوش نعرے لگا کر کیا۔ جلسہ کی باقاعدہ کارروائی تلاوت قرآن حکیم سے جناب مولانا سیف الرحمٰن صاحب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مردان کی صدارت میں شروع ہوئی مولانا محمد یونس خطیب جامع مسجد بگٹ گنج مردان نے علماء کرام اور مہمانوں کو خوش آمدید کہتے ہوئے فرمایا کہ ہم مسلمان اپنے خون کا آخری قطرہ دے کر بھی ختم نبوت کی حفاظت کریں گے۔ مردان کے نوجوان وکیل نے کہا کہ آج مردان کے مسلمان عقیدت و احترام کا سلام ان علماء کرام کو پیش کرتے ہیں کہ وہ اسلام کی سربلندی اور عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت عملاً کر رہے ہیں اور مولانا محمد اسلم قریشی کی شہادت بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے دوران مردان کا ایک نوجوان جام شہادت نوش کر کے مسلمانان مردان کو دعوت دے گیا کہ مسلمانو وقت آنے پر میری طرح ختم نبوۃ کی حفاظت اپنے خون سے کرنا مردان کے اس شہید اور مولانا اسلم قریشی شہید کا مشن زندہ ہے اور ہم اس کو زندہ رکھنے کا عہد کرتے ہیں۔

جناب محمد طاہر صاحب طالب علم لیڈر نے اپنے خطاب میں کہا:

اپنے خون کا آخری قطرہ بھی ختم نبوت کی حفاظت پر قربان کریں گے

یہ وطن اس لیے حاصل کیا گیا تھا کہ اس ملک میں اسلام کا بول بالا ہوگا قرآن و سنت کی بالادستی ہوگی آج اسلام اس ملک میں سب سے زیادہ مظلوم ہے۔ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم ایک سیسہ پلائی دیوار کی طرح متحد ہو کر باطل کا مقابلہ کریں ہم مرزائیت اور طاغوتی طاقتوں کو ختم کریں گے

مولانا سعید اللہ جان خطیب ہوتی مردان نے کہا:

دنیا میں کفر اسلام کے مقابل موجود ہے اسلام اور کفر کی جنگ ابتداء سے شروع ہے۔ ہر دور میں اسلام کی حقانیت سلامت رہی ہے اور کفر کو ذلت و رسوائی نصیب ہوئی ہے آپ نے زور دے کر کہا کہ مرزائیت اپنے کفریہ عقائد اور نظریات کی وجہ سے سب سے بڑا کفر ہے اور آج کے اس دور میں سب سے بڑی عبادت عقیدہ ختم نبوۃ کی حفاظت ہے۔

مولانا قاری معین الدین صاحب رستم کے عالم دین نے فرمایا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکن اور قائدین مبارک کے مستحق ہیں جن کی کوششوں سے مسلمانوں میں ختم نبوۃ کی حفاظت کا جذبہ بیدار ہوا ہے مرزائیت کے شجر خبیثہ کو جڑ سے اکھاڑنے کی ضرورت ہے اور وقت کا تقاضا ہے کہ مسلمان مجلس کے پلیٹ فارم سے اس کفر و ارتداد کے فتنہ کو کچل دینے کا جذبہ لے کر کام کریں۔

مولانا نورالحق نور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کی مرکزی شوریٰ کے رکن اور مجلس سرحد کے ناظم اعلیٰ نے پشتو میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ حکومت کا فرض ہے کہ وہ اپنے ہی نافذ کردہ قانون پر عمل درآمد کرائے اور جس دستور کی حفاظت کا حکام نے افراد نے حلف اٹھایا ہے اس دستور کے باغیوں کو کیفر کردار تک پہنچانا خداوندان اقتدار کا اخلاقی، قانونی اور مذہبی فریضہ ہے۔ آپ نے مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ ختم نبوت کے غداروں، اسلام کے باغیوں اور پاکستان دشمن مرزائیوں کا مکمل سوشل بائیکاٹ کریں۔ انہوں نے مرزائی کیس میں مسلمانوں کی وکالت کرنے پر جناب خالد محمود ایڈووکیٹ، محمد اقبال ایڈووکیٹ، سردار خان ایڈووکیٹ، حبیب الرحمٰن ایڈووکیٹ اور ان کے معاون وکلاء کو مبارکباد پیش کی۔

پنجاب اسمبلی کے رکن اور سیاسی راہنما مولانا منظور احمد چنیوٹی نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ ۱۹۵۳ء ۱۹۷۴ء میں ختم نبوۃ کی حفاظت کی تحریکوں نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ مسلمان ختم نبوت کی حفاظت سینے پر گولیاں کھا کر بھی کر سکتے ہیں مرزائیت کی دیواریں کھوکھلی ہو چکی ہیں بس ایک دھکے کی اور ضرورت ہے اب مزید تحریک ختم نبوت کے سلسلے میں صرف اتنی چلے گی کی قانون کی مار سے مرزائیت کا تخم ختم ہو جائے گا۔

حافظ حسین احمد صاحب نے مندرجہ ذیل قرار دادیں پیش کیں جو متفقہ طور پر منظور ہوئیں۔

۱. مرکزی مجلس کے قائدین پر مکمل اعتماد کا اظہار۔

۲. شعائر اسلام اور خصوصاً مرزائی معبد خانوں کی مسلمانوں کی عبادت گاہوں / مسجد کے مطابق کی شکل / تبدیل کرنے کا مطالبہ۔

۳. ایبٹ آباد کے ڈپٹی کمشنر کی طرف سے ڈاڑھی کی توہین پر غم و غصے کا اظہار۔

۴. شریعت بل کی فوری منظوری کا مطالبہ۔

اجلاس رات ۲ بجے ختم ہوا۔

مکتوب جوہر آباد

رپورٹ — مولانا غلام ربانی

نئے ضلع خوشاب میں محکمہ تعلیم پر قادیانیوں کا حملہ

مجلس عمل کی طرف سے حکام بالا کو درخواست

عرصہ دراز سے ضلع خوشاب میں ایک سوچی سمجھی سکیم اور سازش کے تحت مرزائی اور مرزائی نواز افسران کی تعینات کیا جا رہا ہے۔ دیگر شعبوں کے علاوہ تعلیم جیسے اہم شعبہ میں یہ عمل تیزی سے جاری ہے۔ سابقہ ضلعی تعلیمی افسر بھی اگر مرزائی نہیں تو مرزائی نواز ضرور تھے۔ مگر موجودہ ضلعی افسر نے ان سب کا ریکارڈ توڑ دیا۔ بظاہر تو مسلمان ہے مگر حرکات و سکنات سے ہم مسلمانوں کے شبہات کو تقویت ملتی ہے۔

بعض واقعات اس طرح نمودار ہوتے ہیں کہ جن کے طفیل مسلمانوں کے اندر اشتعال آجانا فطری امر بن جاتا ہے۔ ضلع خوشاب ایک نوزائیدہ ضلع ہونے کے ساتھ ساتھ پسماندہ ضلع بھی شمار کیا جاتا ہے۔ اس کی مثبت ترقی حکومت وقت کا فرض اولین ہے۔ چہ جائیکہ منفی سوچ کے ذریعے ترقی معکوس کا عملی نمونہ پیش کیا جائے۔

اگر گذشتہ ہزاروں واقعات سے قطع نظر چند یوم پیشتر ۲۶/۱ ایک مرزائی مدرس مسٹر اکرم وائن ٹرینڈ ٹیچر گورنمنٹ پرائمری سکول محمود آباد سے ان کی ذاتی رہائش گاہ پرائمری سکول نمبر ۲ جوہر آباد تبدیل کر دیا گیا۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ مدرس موجودہ عہدہ پر بھی غیر قانونی کام کر رہا ہے۔ اور ممکن ہے اس نے اپنا رہائشی سرٹیفکیٹ بھی جعلی بنوا رکھا ہو۔ تحقیقات کرائے جانے پر سب عقدے ان شاء اللہ حل ہوتے نظر آئیں گے۔ یہ تبادلہ محض ایک ایک مرزائی عورت مسز اختر درانی اے ای او، زنانہ کو خوش رکھنے اور نوازنے کے لیے کیا گیا۔

کیونکہ مسٹر اکرم مذکورہ عورت کا خاوند کہلاتا ہے۔ اس تبادلہ کی صورت میں پانچ دیگر اساتذہ کو بھی زحمت اٹھانا پڑی۔ امکان ہے کہ یہ تبادلہ کرنے کے لئے کچھ فرضی رضامندیاں بھی ظاہر کی گئی ہوں۔ کیونکہ عام حالات میں تبادلہ جات پر سختی سے پابندی عائد ہے۔ بہر حال ضلعی افسران تعلیم کی مجبوری تھی۔ تبادلہ جات ہوئے۔ اور بعد میں منسوخ بھی ہو گئے خدا جانے ایسی کون سی ہنگامی ضرورت پیش آگئی۔

شاید جناب الحاج مرزا محمد شریف ضلعی افسر تعلیم اور ان کے اسسٹنٹ جناب محمد اقرار خان صاحب کو غیر اسلامی افطاری کی جلدی تھی۔ یکم جون ۱۹۸۶ء تبادلہ کے احکامات ضلعی دفتر تعلیم خوشاب سے برآمد ہوئے۔ اور اسی روز ضلعی افسر تعلیم اپنے اسسٹنٹ کے ساتھ ایک اور محکمہ کے افسر (مرزائی) کے ساتھ انہی کی جیپ میں بیٹھ کر مسز اختر درانی اور ان کے شوہر نامدار (مرزائی) کے مکان پر غیر اسلامی افطاری پارٹی میں تشریف لے گئے۔ ضلعی افسر تعلیم کے اس رویے نے اسلامیان خوشاب کے جذبات کو سخت ٹھیس پہنچائی ہے۔ مسلمانان خوشاب کے جذبات مجروح ہونے کے سبب اشتعال میں آجانے پر مجبور ہیں۔ لہٰذا امن امان کا تقاضا ہے کہ مندرجہ مطالبات پر ہمدردانہ غور کرتے ہوئے مناسب کارروائی کرنے کے احکامات صادر فرمائے جائیں۔

یہ مطالبات قرارداد کی صورت میں آپ کی نظر کیے جاتے ہیں۔ یہ قرارداد جامع مسجد بلاک نمبر ۱ جوہر

بقیہ: قادیانیوں کی رہائی

فوراً پھانسی دی جائے۔

مزید جو قادیانی لندن جا رہے ہیں جنہوں نے پاسپورٹ میں اپنے آپ کو مسلمان لکھا ہے۔ ایسے تمام قادیانیوں کو جو جا چکے ہیں ان کو واپسی پر اور جانے والوں کو فی الفور پاسپورٹ ایکٹ اور 298/C کے تحت گرفتار کیا جائے۔

قادیانی وکلاء عدالت میں ختم نبوت اور اسلامی قوانین کا کھلم کھلا مذاق اڑاتے ہیں۔ ان کی یہ حرکت حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ حرکت ہے جس کو توہین رسالت کے قانون کے تحت ان پر مقدمہ قائم کیا جائے۔

ضروری تصحیح!

گزشتہ شمارے میں ایک مضمون "مرزا دجال تھا مگر کیسے؟" اس پر مضمون نگار کا نام ڈاکٹر میر محمد ربانی کی بجائے پیر محمد ربانی لکھا گیا ہے قارئین تصحیح فرما لیں۔ ہم اس پر ڈاکٹر میر محمد ربانی صاحب سے معذرت خواہ ہیں۔ (ادارہ)

آباد میں جمعیت — کے ایک عظیم اجتماع نے متفقہ طور پر منظور کی۔

قرار داد

١ تمام بنیادی آسامیوں سے مرزائیوں کو برطرف کر دیا جائے۔

٢ ضلع خوشاب کے ضلعی افسر تعلیم اور ان کے اسسٹنٹ مذکورہ کو فی الفور برطرف کر کے تحقیقات منصفانہ کا اہتمام کیا جائے۔

٣ مرزا اکرام کے تقرری آرڈر اور رہائشی سرٹیفکیٹ کی تحقیقات کا مناسب اہتمام کیا جائے۔

٤ ناجائز اختیارات کے استعمال پر مندرجہ بالا افسران تمام افراد کا محاسبہ کر کے انہیں قرار واقعی سزا دی جائے جنہوں نے مرزا اکرام کی تقرری میں کوئی بھی کردار ادا کیا ہو۔

٥ ہر اس تقرری اور تبادلہ کی چھان بین کرائی جائے جو ضلع خوشاب کے کسی بھی دور میں ہوئی۔

٦ تقرری کے بعد مرزا اکرام کو تحفظ دینے والے تمام افراد کا محاسبہ ضروری امر ہے۔

کاپی برائے اطلاع

١ جناب ڈپٹی کمشنر خوشاب۔
٢ انچارج کرائمز ضلع خوشاب۔ ٣۔ ڈائریکٹر تعلیمات سرگودھا
٤ سیکرٹری تعلیمات صوبہ پنجاب
٥ وزیر تعلیم پنجاب۔ ٦۔ وفاقی وزیر تعلیم
٧ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی نمبر ٣
٨ صدر پاکستان۔ ٩۔ اخباری نمائندگان
١٠ ریکارڈ برائے ضلعی دفتر۔
١١ صدر مجلس عمل ختم نبوت ضلع خوشاب
١٢ مرکزی دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان ملتان

سوشل ورکرز نے — وزن کم ہونے کے بہانے مسلمان لڑکی کو اٹھا لیا۔ علماء برطانیہ کا احتجاج

شیفیلڈ (نمائندہ ختم نبوت) سوشل ورکرز صحیح نگہداشت کے بہانے کئی ایک مسلمانوں کے گھرانوں سے چھوٹے بچوں اور بچیوں کو والدین کی مرضی کے خلاف اٹھانے کے بعد مستقل اپنی زیر نگرانی یا ادارہ سے متعلقہ بعض دیگر لوگوں کی زیر کفالت دینے کے امر پر انتہائی تشویش کا اظہار کرتے ہوئے جمعیۃ علماء برطانیہ کے راہنماؤں نے کہا ہے کہ بریڈ فورڈ میں مقیم پاکستانی فضل الٰہی کی بچی چھ سال قبل سوشل ورکرز نے بچی کے وزن بڑھانے اور صحیح نگہداشت نہ ہونے کے بہانے ہسپتال میں داخل کرانے کے بہانے لے گئے۔ کچھ دنوں بعد معلوم ہوا کہ وہ بچی انہوں نے ایسے لوگوں کے سپرد کر دی جو بچیوں کی صحیح دیکھ بھال نہیں کرتے اور عذر یہ کہ بچی کی والدہ کا دماغی توازن صحیح نہیں ہے اور بذریعہ عدالت والدین سے بچی کی مکمل دستبرداری کا دعویٰ بھی کر دیا جبکہ بچی کے والد کا کہنا ہے کہ بچی کی والدہ پہلے بیمار تھی اب تندرست ہے اور وہ بہتر دیکھ بھال کر سکتی ہے۔ جمعیۃ کے راہنماؤں مولانا لطف الرحمٰن، مولانا محمد یوسف متالا، مولانا عبدالرشید ربانی، قاری تصور الحق، مفتی محمد اسلم، مولانا عبیدالرحمٰن مولانا فتح محمد لہر اور مولانا یوسف سورتی نے مطالبہ کیا ہے کہ اگر سوشل ورکرز نے لڑکی واپس نہ کی تو لادینی عناصر کی کفالت میں ہونے کی وجہ سے اس کے مذہبی بگاڑ کا شدید اندیشہ ہے اس لیے وہ لڑکی واپس کی جائے یا کسی مسلمان گھرانے کی کفالت میں دی جائے جو رضاکارانہ طور پر اس کی کفالت پر تیار ہو اور آئندہ ایسی ناانصافی ختم کی جائے۔

”ظلی حج“ کیلئے لندن جانیوالے ١٩ قادیانی دھر لیے گئے

انہوں نے پاسپورٹ میں خود کو مسلمان ظاہر کیا تھا ڈائریکٹر فارن آفس ربوہ کا سرٹیفکیٹ برآمد

کراچی۔ برطانیہ کے کنونشن میں شرکت کے لیے لندن جانے والے ١٩ قادیانیوں کو کراچی ایئرپورٹ پر گرفتار کر لیا گیا قادیانیوں نے پاسپورٹ میں خود کو مسلمان ظاہر کیا ہے باخبر ذرائع کے مطابق کراچی ایئرپورٹ پر جمعہ کو مصری فضائی کمپنی کے طیارے سے لندن کے لیے روانہ ہونے والے ١٩ قادیانیوں کو ایف آئی اے امیگریشن کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر شجاعت جبین کی نگرانی میں انسپکٹر خلیق الزماں نے گرفتار کر لیا یہ قادیانی برطانیہ میں ہونے والے اپنے ظلی حج یعنی جلسہ میں شرکت کے لیے جا رہے تھے۔ قادیانیوں نے پاسپورٹ میں خود کو مسلمان ظاہر کیا تھا گرفتار کئے گئے افراد میں ١١ مرد ٣ خواتین اور ٣ بچے شامل ہیں ان کے نام مسماۃ زاہدہ، مسز طلعت، زیب النساء، مسز بشریٰ، کوکب جاوید، الیق احمد چغتائی، محمد اسلم چودھری، محمد احمد، عبدالرشید، الفیر احمد، منور احمد، ایوب، منور احمد ... منور احمد طاہر، محمد منور، چودھری محمد خورشید، محمد رمضان اور نصیر احمد بتائے جاتے ہیں ان قادیانیوں کا تعلق ربوہ سے ہے ان کے قبضے سے پاسپورٹ کے علاوہ ڈائریکٹر فارن آفس ربوہ کا سرٹیفکیٹ بھی برآمد کر لیا گیا جس سے یہ تصدیق ہوتی ہے کہ وہ اپنے ظلی حج یعنی جلسہ میں شرکت کے لیے جا رہے تھے بعد کی اطلاعات کے مطابق کراچی ایئرپورٹ کی انتظامیہ نے رات دو بجے کے قریب ان کو رہا کر دیا۔ تفصیلات عالمی مجلس کراچی کے راہنماؤں کی پریس کانفرنس میں پڑھیے۔

صدائے ختم نبوت

حکومت بلوچستان ہوش کے ناخن لے

کوئٹہ اور پورے صوبہ بلوچستان میں قادیانیوں کی کل تعداد سو سوا سو سے زیادہ نہیں ہوگی۔ جن کی زیادہ تعداد کوئٹہ شہر میں آباد ہے۔ انہوں نے شہر کے عین وسط میں اپنا مرزائیہ تعمیر کر رکھا ہے جس کی شکل وصورت مسجد کی سی بنائی گئی ہے۔ چونکہ وہ مرزائیہ عین تجارتی مرکز میں ہے اس لیے ناواقف مسلمان جب اس مسجد نما مرزائیہ کو دیکھتے تھے تو شک میں مبتلا ہو جاتے تھے اور وہاں جاکر نماز پڑھ لیتے تھے بلکہ اگر قادیانی "جماعت" کرا رہے ہوں تو وہ بیچارے یہ سمجھ کر کہ یہ مسلمان ہیں جماعت میں شامل ہو کر اپنی نماز بھی برباد کر لیتے تھے۔ اس بہانے قادیانیوں کو تبلیغ کرنے کا بھی موقعہ مل جاتا تھا۔ یہ صورت حال اہل کوئٹہ کے لیے سوہان روح بنی ہوئی تھی۔ وہاں کے عوام نے کئی مرتبہ انتظامیہ کو متوجہ کیا لیکن انتظامیہ نے اس طرف کوئی توجہ نہ دی ______ آخر مجلس عمل تحفظ ختم نبوت بلوچستان نے فیصلہ کیا کہ انتظامیہ کو مقررہ مدت کے اندر مرزائیے کی مسجد سے مشابہت ختم کرنے کا نوٹس دیا جائے ورنہ تو عوام میدان میں آکر خود یہ کارروائی کرنے پر مجبور ہوں گے۔ پھر بھی انتظامیہ نے کوئی کارروائی نہ کی۔ عوام کا پیمانہ صبر لبریز ہو چکا تھا۔ آخر ۹ مئی ۱۹۸۶ء کو عوام میدان میں اتر آئے۔ مشتعل نوجوانوں کے عظیم الشان جلوس متعدد سمتوں سے وہاں پہنچے جنہوں نے مرزائیے کو گھیرے میں لے لیا۔ قریب تھا کہ ان کے ہاتھ مرزائیے کے منبر ومحراب اور میناروں تک پہنچتے، وہاں کی پولیس اور ریزرو پولیس مع اسلحہ، آنسو گیس اور بکتر بند گاڑیوں کے حرکت میں آگئی جس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ فوراً آنسو گیس کے گولے پھینکے اور لاٹھی چارج شروع کر دیا جس سے ختم نبوت کے متعدد پروانے زخمی ہوگئے ______ عوام تھے کہ وہاں سے ہٹنے کا نام نہ لیتے تھے جب یہ صورت حال پیدا ہوئی تو مجسٹریٹ صاحب نے نقض امن کے پیش نظر دفعہ ۱۴۴ کے تحت مرزائیے کو سربمہر کر دیا۔ حالانکہ یہ کارروائی ۱۹۸۴ء کے آئین اور صدارتی آرڈیننس کے تحت کرنی چاہیے تھی۔

۱۹۷۴ء کے آئین اور صدارتی آرڈیننس میں قادیانیوں کے دونوں گروہوں (قادیانی اور لاہوری) کو غیر مسلم اقلیت تسلیم کیا گیا ہے جب ان پر آئینی حیثیت سے غیر مسلم کا ٹھپہ لگ چکا ہے تو اس لحاظ سے ۱۹۸۴ء کے آئین یا صدارتی آرڈیننس میں ان کے غیر مسلم ہونے کی تفصیل درج ہو یا نہ ہو وہ مسلمانوں کی طرز پر مسجد نہیں بنا سکتے، کلمہ طیبہ کا استعمال نہیں کر سکتے، قرآن پاک کو پڑھنا تو درکنار اسے چھو بھی نہیں سکتے، ایسے دعائیہ الفاظ بول یا لکھ نہیں سکتے، جنہیں مسلمان استعمال کرتے ہیں وہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں ہو سکتے۔ الغرض اسلامی شعائر اور اسلامی اصطلاحات جتنی بھی ہیں ان میں کوئی ایک اصطلاح بھی ہرگز ہرگز استعمال نہیں کر سکتے، اور اگر وہ ایسا کریں تو قانونی لحاظ سے وہ سزا کے مستوجب ہیں۔ اس لیے کوئٹہ کے مرزائیے کو ۱۹۸۴ء کے آئین اور صدارتی آرڈیننس کے تحت ہی سربمہر کرنا چاہیے تھا جبکہ کوئٹہ کی انتظامیہ نے دفعہ ۱۴۴ کے تحت کارروائی کی اور مرزائیے کو سربمہر کر دیا۔ تاہم اگر کوئٹہ کی انتظامیہ یا وہاں کی صوبائی حکومت دفعہ ۱۴۴ کی بنیاد پر یہ کارروائی کر سکتی ہے تو دفعہ ۱۴۴ ہی کے تحت وہ مرزائیے کے منبر ومحراب، مینارے وغیرہ اس کی پوری ہیئت کو تبدیل بھی کر سکتی ہے۔ بلوچستان کے عوام کا یہ مطالبہ تھا کہ مرزائیے کی مسجد سے مشابہت ختم کی جائے۔ سربمہر ہونے سے صورت حال جوں کی توں موجود ہے

اشتعال ونفرت کا لاوا اب پوری طرح پک چکا ہے جس کا اظہار ۲۶ جولائی کو میزان چوک میں منعقدہ عظیم الشان اور تاریخی ختم نبوت کانفرنس کی تقریروں سے ہوتا ہے۔ ہمیں اس کانفرنس میں حاضری کا موقعہ ملا۔ عوام کا جوش وخروش اور غم وغصہ قابل دید

تھا۔ اس لیے ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ وہاں کی انتظامیہ محض چند قادیانی افسروں کو خوش کرنے کے لیے اکثریت کے جذبات سے نہ کھیلے بلکہ ان کا احترام کرے اور مرزائیت کی ہیئت اور مسجد سے مشابہت ختم کرنے کا جو کام کل عوام نے کرنا ہے وہ وہاں کی انتظامیہ خود انجام دے۔ ستمبر ۸۴ کے آئینی یا صدارتی آرڈیننس کے تحت نہ سہی دفعہ ۲۹۸ کے تحت ہی اُنہیں گرفت میں لے۔

بلوچستان ایسا صوبہ ہے جہاں ایک مرتبہ قادیانی کی ذُریّت کے سربراہ ہم بھانی مرزا محمود (لعن) نے دورہ کیا تو اس کے منہ سے رال ٹپکنے لگی اور اس نے یہ بیان دیا۔

"بلوچستان کی کل آبادی پانچ یا چھ لاکھ ہے۔ زیادہ آبادی کو احمدی بنانا مشکل ہے۔ لیکن تھوڑے آدمیوں کو تو احمدی بنانا کوئی مشکل نہیں۔ پس جماعت اس طرف اگر پوری توجہ دے۔ تو اس صوبے کو بہت جلد احمدی بنایا جا سکتا ہے۔ اگر ہم سارے صوبے کو احمدی بنالیں تو کم از کم ایک صوبہ تو ایسا ہو جائے گا جس کو ہم اپنا صوبہ کہہ سکیں گے۔ پس اس جماعت کو اس بات کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ آپ لوگوں کے لیے یہ عمدہ موقع ہے۔ اس سے فائدہ اٹھائیں اور اسے ضائع نہ ہونے دیں پس تبلیغ کے ذریعے بلوچستان کو اپنا صوبہ بنالو کہ تاریخ میں آپ کا نام رہے۔"

(قادیانی اخبار الفضل ۱۳ ر اگست ۱۹۴۸ء)

پس چونکہ قادیانیوں کے پیشوا کی ہدایت تھی اس لیے انہوں نے اپنے پیشوا کی لاج رکھنے کے لیے کام بھی شروع کر دیا لیکن بلوچستان کے عوام جو سچے اور کھرے مسلمان ہیں انہوں نے قادیانیوں کی سازش ناکام بنا دی۔ اس سلسلہ میں مولانا سید شمس الدین شہید کا کردار بہت نمایاں رہا۔ جنہوں نے ختم نبوت کے لیے اپنی قیمتی جان کا تحفہ پیش کر کے قادیانیت کے راستے میں بند باندھ دیا۔ ژوب کا علاقہ جس سے سید شمس الدین شہید تعلق رکھتے تھے واحد علاقہ ہے جہاں کوئی قادیانی داخل نہیں ہو سکتا۔ آج سید شمس الدین کی شہادت کے بعد یوں محسوس ہوتا ہے کہ صوبہ کا ہر باشندہ شمس الدین ہے۔ ان کے دلوں میں عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا سمندر موجزن ہے جو کسی بھی وقت ایک زبردست طوفان کی شکل اختیار کر سکتا ہے۔ اس لیے ہم بلوچستان کی حکومت اور انتظامیہ کو خبردار کر دینا چاہیے ہیں کہ وہ کوئٹہ شہر میں قائم قادیانی مرزائی مرکز کو اوّل تو بالکل مٹا دے یا کم از کم اس کی مسجد سے مشابہت ختم کر دے۔ ورنہ اگر عوام اٹھ کھڑے ہوئے تو مرزائی ہی نہیں مرزائیوں کو بھی کوئی نہیں بچا سکے گا۔

اللہ تعالیٰ کے راستے میں مال خرچ کرنے کے فضائل

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا قدس سرہ

حضرت عمرؓ نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو لکھا کہ جلولاء کی باندیوں میں سے ایک باندی ان کے لیے خرید دیں۔ انہوں نے ایک بہترین باندی خرید کر بھیجی حضرت عمرؓ نے اس باندی کو اپنے پاس بلایا اور یہ آیت شریفہ پڑھی اور اس کو آزاد کر دیا۔ حضرت محمد بن منکدرؒ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت شریفہ نازل ہوئی تو حضرت زید بن حارثہ کے پاس ایک گھوڑا تھا جو ان کو اپنی ساری چیزوں میں سب سے زیادہ محبوب تھا وہ اس کو لے کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یہ صدقہ ہے۔ حضورؐ نے اس کو قبول فرما لیا اور لے کر ان کے صاحبزادہ حضرت اسامہؓ کو دے دیا۔ حضرت زید کے چہرہ پر اس سے کچھ گرانی کے آثار ظاہر ہوئے (کہ گھر کے گھر ہی میں رہا) باپ کے بجائے بیٹے کا ہو گیا) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ جل شانہٗ نے تمہارا صدقہ قبول کر لیا یعنی تمہارا صدقہ ادا ہو گیا۔ اب میں چاہے اس کو تمہارے بیٹے کو دوں یا کسی رشتہ دار کو یا اجنبی کو اس لیے کہ تم تو بیٹے کو نہیں دے رہے جس سے خود غرضی کا شبہ ہو۔ تم تو مجھے دے چکے اب مجھے اختیار ہے کہ میں جس کو دل چاہے دوں۔

قبیلہ بنی سلیم کے ایک شخص کہتے ہیں کہ حضرت ابوذر غفاریؓ ربذہ نام ایک گاؤں میں رہتے تھے، وہاں ان کے پاس اونٹ تھے اور ان کا چرانے والا ایک ضعیف آدمی تھا۔ میں بھی وہاں ان کے قریب ہی رہتا تھا، میں نے ان سے عرض کیا کہ میں آپ کی خدمت میں رہنا چاہتا ہوں۔ آپ کے چرواہے کی مدد کروں گا اور آپ کے فیوض حاصل کروں گا، شاید اللہ جل شانہٗ آپ کی برکات سے مجھے بھی نفع عطا فرما دیں۔ حضرت ابوذرؓ نے فرمایا میرا ساتھی وہ ہے (یعنی ایسے شخص کو میں اپنا ساتھی بنا سکتا ہوں) جو میرا کہنا مانے، اگر تم اس کے لیے تیار ہو تو مضائقہ نہیں ورنہ میرے ساتھ رہنے کا ارادہ نہ کرو، میں نے پوچھا کہ آپ کس چیز میں میری اطاعت چاہتے ہیں۔ فرمایا کہ جب میں کوئی چیز کسی کو دینے کے لیے مانگوں تو سب سے بہتر چھانٹ کر دو۔ میں نے قبول کر لیا اور ایک زمانہ تک ان کی خدمت میں رہا۔ ان کو معلوم ہوا کہ اس گھاٹ پر جو لوگ آباد ہیں ان کو تنگی ہے۔ مجھ سے فرمایا کہ ایک اونٹ میرے اونٹوں میں سے لاؤ۔ میں نے حسب وعدہ تلاش کیا تو ان سب میں بہترین ایک اونٹ نر تھا جو بہت سدھا ہوا اس جیسا جانوران میں نہیں تھا۔ میں نے اس کے لے جانے کا ارادہ کیا لیکن مجھے خیال ہوا کہ اس کی خود یہاں بھی (جفتی وغیرہ کے لیے) ضرورت رہتی ہے، اس کو چھوڑ کر باقی اونٹوں میں جو سب سے افضل اور بہتر جانور تھا وہ ایک اونٹنی تھی میں اس کو لے گیا۔ اتفاق سے حضرت کی نظر اس اونٹ پر پڑ گئی جس کو میں مصلحت کی وجہ سے چھوڑ کر گیا تھا، مجھ سے فرمانے لگے تم نے مجھ سے خیانت کی۔ میں سمجھ گیا اور اس اونٹنی کو واپس لا کر وہ اونٹ لے گیا۔ حاضرین مجلس سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ دو آدمی ایسے چاہئیں جو ایک ثواب کا کام کریں۔ دو شخصوں نے اپنے آپ کو پیش کیا کہ ہم حاضر ہیں فرمایا کہ اگر تمہیں کوئی عذر نہ ہو تو اس اونٹ کو ذبح کر کے اس کے گوشت کے اتنے ٹکڑے کیے جائیں جتنے گھر اس گھاٹ پر آباد ہیں اور سب گھروں میں ایک ایک ٹکڑا اس گوشت کا پہنچا دیا جائے اور میرا گھر بھی ان میں شمار کر لیا جائے اور اس میں بھی اتنا ہی جائے جتنا جتنا اور گھروں میں جائے زیادہ نہ جائے ان دونوں نے قبول کیا لیا اور تعمیل ارشاد کر دی۔

جب اس سے فارغ ہو گئے تب مجھے بلایا اور فرمایا کہ مجھے یہ معلوم نہ ہو سکا کہ تم میرے اس وعدہ کو جو شروع میں ہوا تھا بھول گئے تھے تب تو میں معذور سمجھتا ہوں، یا تم نے باوجود یاد ہونے اس کو پس پشت ڈال دیا تھا، میں نے عرض کیا کہ میں بھولا تو نہیں تھا۔ مجھے وہ یاد تھا، لیکن جب میں نے تلاش کیا اور یہ اونٹ سب سے افضل ملا تو مجھے آپ کی ضرورت کا خیال پیدا ہوا کہ آپ کو خود اس کی ضرورت ہے۔ فرمانے لگے کہ محض میری ضرورت کی وجہ سے چھوڑا تھا، میں نے عرض کیا کہ محض اسی وجہ سے چھوڑا تھا۔ فرمانے لگے کہ میں اپنی ضرورت کا وقت بتاؤں، میری ضرورت کا وقت وہ ہے جب میں قبر کے گڑھے میں ڈال دیا جاؤں گا۔ وہ دن میری محتاجی کا دن ہو گا تیرے ہر مال میں تین شریک ہیں۔ ایک تو مقدر شریک ہے، معلوم نہیں کہ تقدیر اچھے مال کو لے جائے یا بُرے کو وہ کسی چیز کا انتظار نہیں کرتی (یعنی جس مال کو میں عمدہ اور بہتر اور اپنے دوسرے وقت کے لیے کارآمد سمجھ کر چھوڑ دوں، معلوم نہیں کہ وہ دوسرے

باقی صفحہ ۲۶ پر

کارساز ما، در فکر کار ما

حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کا فقر و استغنا اور توکل علی اللہ

تحریر: مولانا اللہ وسایا — ملتان

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق مولانا محمد شریف جالندھریؒ جنرل سیکرٹری مجلس تحفظ ختم نبوت نے ایک دفعہ سنایا تھا کہ ایک بار صبح کے وقت میں شاہ جیؒ کے مکان پر حاضر ہوا۔ آپ مصلے پر بیٹھے پان لگا رہے تھے۔ اور طبیعت خوش تھی میں نے سلام کیا۔ بیٹھ گیا تو خود فرمایا کہ محمد شریف آج میں بہت ہی خوش ہوں اللہ رب العزت کی میرے پر اتنی عنایات ہیں کہ جن کا حساب نہیں۔ ہوا یہ کہ آج گھر سے نماز کے بعد پیغام آیا کہ گھر میں دال ہے نہ آٹا۔ میں نے پیغام سن کر دل میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مصلیٰ سے اٹھنے سے پہلے انتظام ہو جائے اتنے میں یہاں اللہ دتہ لکڑی والوں کا آدمی آیا کہ آٹے بوری آٹا حاضر ہے۔ میں نے کہا کہ زنان خانہ میں آواز دے کر پردہ کرا لو اور آٹا اندر ڈیوڑھی میں رکھ دو وہ آٹا رکھ کر آیا تو کہا کہ یہ ایک سو دو پیسہ بھی انہوں نے بھجوایا ہے۔ میں نے کہا کہ مصلے اٹھا کر نیچے رکھ دو۔ وہ چلا گیا آپ آ گئے۔ تو میں سوچ رہا تھا کہ اللہ رب العزت کی مجھ احقر پر کس طرح عنایات بے پایاں ہیں کہ وہ غیب سے میری ضروریات کی تکمیل کا سامان فرماتے ہیں۔

کارساز ما، در فکر کار ما!

اسی طرح مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی جنرل سیکرٹری مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری دامت برکاتہم نے سنایا کہ میں خیر المدارس میں لغۃ العرب والے سال پڑھتا تھا۔ معلوم ہوا کہ شاہ جی لاہور سے واپس تشریف لائے ہیں۔ اور صحت ٹھیک نہیں۔ دوسرے تیسرے روز ملنے گیا تو شاہ جیؒ نے فرمایا کہ تم میرے بھائی محمد علی جالندھریؒ کے بیٹے ہو تمہیں معلوم ہو کہ تایا جان بیمار ہو کر دو دن سے گھر آئے ہوئے ہیں اور تم ملنے نہ آئے۔ میں نے عرض کی کہ امتحان تھا۔ فرمایا کون سے سال کا؟ میں نے عرض کیا لغۃ العرب کا سال ہے بہت خوش ہوئے دعائیں، تھپکی دی، شاباش فرمائی۔ سر پر محبت و شفقت کا ہاتھ پھیرا۔ اور فرمایا کہ آج مولانا محمد عبداللہ شیخ الحدیث ساہیوال آئے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ پورے مدرسہ میں لغۃ العرب والی پوری جماعت اول نمبر پر ہے۔ محنت کریں گے، تو مدرس بنیں گے۔ مجھے خوشی ہے کہ میرا بھتیجا اس کلاس میں ہے میں آپ کے پاؤں دبانے بیٹھ گیا۔ کچھ دیر بعد گھر جانے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔ چند قدم چلے تھے کہ میاں خان محمد صاحب کھلیار آ گئے شاہ جی سے ٹھیک کر لیے آپ نے تھپکی دی اور پوچھا

گناہ کی دس برائیاں

عشر امثالها ومن جاء
بالسيئة فلا يجزى الا
مثلها وهم لا يظلمون

ثواب ملے گا اور جو برائی لے کر آئے گا اس کو اس کے مثل ہی گناہ ہوگا اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا۔

کیونکہ اس میں دس گناہ ہونے کی بشارت اس کے لئے ہے جو قیامت کے دن اپنی نیکی لے کر پہنچے عمل کرنا آسان ہے لیکن اس عمل کو میدان حشر تک لے جانا دشوار ہے (وہاں تک وہی عمل پہنچے گا جو قبول ہوگا اور قبولیت کی کچھ خبر نہیں) اور ایک گناہ پر اگرچہ ایک سزا کا بیان ہے لیکن ہر گناہ کے اندر دس برائیاں موجود ہیں۔

۱۔ خالق کی ناراضی (۲) شیطان کی مسرت (۳) جنت سے دوری (۴) جہنم سے نزدیکی (۵) اپنے نفس پر زیادتی (۶) اس کی وجہ سے قلب کا ناپاک ہو جانا (جب کہ اللہ نے اس کو پاک بنایا ہے) (۷) محافظ فرشتوں کی اذیت (۸) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع کیا جاتا ہے اس سے آپ غمگین ہوتے ہیں (۹) رات یا دن کا اس کے خلاف گواہی دینا (قیامت میں گناہ کی جگہ وقت بھی گناہگار کے خلاف گواہی دے گا) (۱۰) مخلوق کے ساتھ خیانت کرنا (انسانوں کے ساتھ خیانت یہ معنی ہیں کہ اس گناہ کی وجہ سے یہ قابل اعتماد نہیں رہا۔ اب اس کی گواہی معتبر نہیں ہوگی۔ اس سے کسی نہ کسی کا حق ضرور مارا گیا جس کے متعلق یہ گواہ بن سکتا تھا۔ اور تمام مخلوق کے حق میں یہ معنی ہے کہ اس کے گناہ کی وجہ سے اللہ کی رحمت میں کمی آئے گی۔ جس سے تمام مخلوق حتیٰ کہ بے جان چیزیں بھی متاثر ہوں گی)

خان محمد ملتان کب آئے

جی پرسوں۔

"فرمایا، کہاں قیام؟"

جی ہوٹل میں

"فرمایا کیسے آنا ہوا؟"

جی کام تھا۔

"فرمایا ہوگیا؟"

جی آپ کی دعاؤں سے ہوگیا

"فرمایا واپسی کب ہوگی؟"

جی جانا چاہتا ہوں۔

فرمایا خیال کیا ہوگا کہ جاتے ہوئے بخاری کو مل کر جاؤں۔

جی ایسے ہی ہے۔

فرمایا بہت اچھا کیا بھائی، بڑی مہربانی فقیر کو ملنے آگئے۔

اس نے اپنی جیب میں سے سو سو روپے کے نوٹوں کی گڈی نکالی اور لرزتے ہاتھوں سے شاہ جی کی خدمت میں پیش کرنے کے لیے آگے بڑھائی۔ اس پر شاہ جیؒ نے فرمایا میاں خان محمد تم دو دن سے ملتان آئے، ہوٹل میں قیام کیا کام مکمل ہوا گھر جانے کا ارادہ ہے تو ادھر قدم رنجہ فرمایا اگر ملتان آکر دو دن بخاری کو ملے بغیر آپ کے گزر سکتے ہیں تو اس رقم کے بغیر فقیر کی بھی آپ سے بہت ہی اچھی گزر سکتی ہے۔ بوڑھا ہوں، بیمار ہوں، زیادہ کھڑا نہیں ہو سکتا، اس لیے معذرت السلام علیکم یہ کہہ کر شاہ جی اندر تشریف لے گئے۔ میاں خان محمد صاحب سراپا حیرت و استعجاب اور میں شاہ جی کے غنا نفس پر فریفتہ ایک دوسرے کا منہ دیکھتے ہوئے، اپنے اپنے کام وہاں سے چل دیے۔ سچ ہے کہ فقیروں کی اصل شان یہی ہے۔

تھوڑی دیر اہل اللہ کی مجلس میں

مولانا سید منظور احمد شاہ آسی ـــــ مانسہرہ

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت بایزید بسطامیؒ کا جب انتقال ہوگیا تو حضرت کے ایک مرید نے حضرت کی خواب میں زیارت کی اور حال احوال پوچھا کہ حساب و کتاب کیسے ہوا تو حضرت بسنے فرمایا کہ جب مجھ سے منکر نکیر نے پوچھا مَنْ رَّبُّكَ؟ تو میں نے انہیں کہا کہ میرے جواب سے آپ کو کچھ حاصل نہ ہوگا۔ میں اگر کہہ دوں کہ میرا رب اللہ ہے اور خدا وند قدوس ہے مجھے بندہ نہ تسلیم فرمائیں تو میرا اپنی زبان سے بندہ بننا کس کام ہوگا۔ جاؤ اے فرشتو پہلے اللہ تعالیٰ سے دریافت کرلو کہ بایزید اس کا بندہ ہے کہ نہیں اگر مجھے اپنا بندہ حق تعالیٰ تسلیم فرمائیں تو بات بنتی ہے ورنہ کیا فائدہ وہ تو یوں ہوگا جیسے کسی جاہل کا نام فاضل ہو بے علم کا نام علم الدین ہو، کسی اندھے کا نام روشن دین رکھ دیا جائے۔

حضرت حاتم اصمؒ ایک مرتبہ کہیں سفر میں تشریف لے جا رہے تھے تو بیوی سے فرمایا میں چار ماہ بعد لوٹوں گا۔ تمہارے لیے کس قدر خرچ وغیرہ دیدوں جو میرے آنے تک کفایت کرے۔ بیوی نے عرض کی جس قدر میری زندگی کی ضرورت ہے۔ حضرت حاتم اصمؒ نے فرمایا کہ زندگی تو میرے ہاتھ میں نہیں۔ بیوی نے کہا پھر روزی بھی آپ کے ہاتھ میں نہیں حضرت حاتمؒ جب تشریف لے گئے تو ایک بوڑھی اماں نے ان کی اہلیہ محترمہ سے پوچھا کہ گھر کے لیے کتنا خرچ چھوڑ کر گئے ہیں تو حضرت کی بیوی نے فرمایا حضرت حاتم تو خود محتاج تھے وہ مجھے کیا دیں گے ہاں جو دینے والا ہے وہ یہاں میرے پاس موجود ہے۔

حضرت عثمان الجیریؒ

ایک دفعہ حضرت عثمانؒ بازار سے گزر رہے تھے کہ کسی گستاخ نے راکھ سے بھرا ہوا طباق آپ کے سر پر پھینک دیا آپ کے مرید بھی اس گستاخی پر برہم ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ غصہ کا مقام نہیں بلکہ یہ مقام شکر ہے کہ جو شخص اس قابل تھا کہ اس کے سر پر آگ ڈالی جاتی ذرا سی راکھ ڈال کر اس کو کہہ دیا گیا کہ بدلہ ہوگیا۔ سو میں تو شکر کر رہا ہوں کہ اللہ نے آگ کے بجائے راکھ پر معاملہ ختم کر دیا۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں اور حضرت شیبانؒ دونوں حج کے لیے جا رہے تھے کہ راستے میں ایک جنگل میں شیر بیٹھا ہوا نظر آیا میں نے حضرت شیبانؒ سے کہا کہ آپ نے دیکھا وہ راستے میں شیر بیٹھا ہوا ہے شیبانؒ بولے پرواہ نہیں چنانچہ ہم آگے بڑھے تو حضرت شیبان نے شیر کے پاس جا کر اس کے کان پکڑ لیے اور فرمایا ہمارا راستہ چھوڑ دو۔ شیر اٹھا اور کتے کی مانند دم ہلانے لگا اور دم ہلا کر وہاں سے جانے لگا۔ میں نے کہا شیبان تم نے کمال کر دیا۔ وہ بولے اے ثوری اگر شہرت کا ڈر نہ ہو تو بخدا میں اپنا سامان اس کی پیٹھ پر لاد کر لے مکہ معظمہ تک لے چلوں۔

دشمنانِ رسولِ خدا کی نفسیات

فرانسیسی سے ترجمہ محمد حسن عسکری

ابولہب اور ابوجہل

پروفیسر ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب

ابولہب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شدید دشمنوں میں سے ایک ابولہب تھا جو ساتھ ہی ددھیالی رشتے سے آپؐ کا چچا بھی تھا، عرب کے معاشرتی دستور کا تقاضا یہ تھا کہ آدمی کو اپنی قبیلے والوں کی موافقت ہر معاملے میں کرنی چاہیے اچھائی میں بھی اور برائی میں بھی اور اپنے کسی رشتے دار نے چاہے بے انصافی یا ظلم ہی کیا ہو، مگر اس کا ساتھ دینا چاہیے علاوہ ازیں تبلیغ شروع کرنے سے پہلے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اخلاق کی وجہ سے ایک خاص امتیاز حاصل ہو چکا تھا، مثلاً سب کے ساتھ مہربانی کا سلوک بڑوں کی عزت، چھوٹوں پر شفقت، محتاجوں پر عنایت مگر اس کے باوجود جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عام لوگوں کو تبلیغ شروع کرنے سے پہلے اپنے کام کی ابتدا اس حکم خداوندی کی تعمیل سے کی

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ (سورہ ۲۶ آیت ۲۱۴)

اپنے قبیلے اور نزدیک والوں کو ڈراؤ، اور اس مقصد کے لیے اپنے خاندان والوں کو جمع کیا تو صرف ایک شخص تھا جو مخالفت کے لیے اٹھا، اور ایک لمحہ کے توقف کے بغیر اعلیٰ کے کھڑا ہو گیا اور یہ ابولہب تھا۔

(بلاذری ”انساب“ جلد اول ص ۱۱۸، ۱۱۹)

اس کی مخالفت میں ذرا کمی نہیں آئی بلکہ اس کے مرنے تک روز بروز بڑھتی ہی گئی، ایسا کیوں ہوا، حالانکہ ہمیں ایسی حکایتیں بھی ملتی ہیں جن سے ہم یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ ابولہب فیاض، فراخدل اور ملنسار آدمی تھا۔

(ابن حبیب ”المحبر“ ص ۱۲۷، دیوان حسان ابن ثابت نظم ۲۹ پر ذیلی حاشیہ ص ۱۵ تا ۵۷)

ہمارے سوال کے لیے مندرجہ ذیل قصہ خاص اہمیت رکھتا ہے۔

”انساب“ جلد اول صفحہ ۱۲۰، ۱۲۱ میں بلاذری نے لکھا ہے ——— ”ایک دن ابولہب اور ابوطالب میں جھگڑا ہو گیا، ابولہب نے ابوطالب کو زمین پر گرا دیا اور سینہ پر چڑھ کر طمانچے مارنے لگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ماجرا دیکھا تو آپؐ سے ضبط نہ ہو سکا آپؐ نے ابولہب کا بازو اوپر سے پکڑ کے اسے زمین پر گرا دیا اب یہ ہوا کہ ابوطالب نے اس کے سینے پر چڑھ کے طمانچے لگانے شروع کیے اس پر ابولہب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے کہا۔ ”یہ بھی تیرا چچا ہے اور میں بھی تیرا چچا ہوں، پھر تو نے میرے ساتھ ایسا سلوک کیوں کیا، خدا کی قسم اب میرے دل میں تیرے لیے کوئی جگہ نہیں رہی ہے۔“

ماخذ سے ہمیں نہ تو اس واقعے کی تاریخ معلوم ہوتی ہے نہ دوسری تفصیلات مگر ظاہر ہے کہ یہ ایک ایسے زمانے کا واقعہ ہے کہ جب یہ دونوں بھائی جوان تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی کم عمر تھے۔

(فرانسیسی سے ترجمہ ڈاکٹر حمید اللہ)

ابوجہل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے ”ہمارے زمانے کا فرعون“ کہا کرتے تھے (بلاذری ”انساب“ ج اول ص ۲۹۹) اس کا لقب پہلے تو ابوالحکم یعنی ”حکمت کا باپ“ تھا جو بعد میں ابوجہل یعنی ”جہالت کا باپ“ ہو گیا۔ شہر مکہ کی انتظامی مجلس کی کارروائی میں صرف انھیں لوگوں کو حصہ لینے کا حق ملتا تھا جن کی عمر چالیس سال یا اس سے زیادہ ہو مگر ابوجہل کو ”رائے کی پختگی اور عقلمندی“ کی وجہ سے تیس سال کی عمر میں ہی رکنیت مل گئی (ابن درید، (ابن درید ”اشتقاق“ ص ۹۷)

ابن حبیب نے اپنی کتاب ”منمق“ میں (مخطوطہ لکھنؤ ص ۲۹۶) اس کا ذکر مکہ کے ان لوگوں کے ضمن میں کیا ہے جو سخاوت کے لیے مشہور تھے، اور مثال کے طور پر یہ قصہ بھی سنایا ہے (ص ۲۷۱، ۲۷۲) کہ ایک سال اناج کی کمی پڑی لیکن ابوجہل نے قبیلے یا طبقے کی کسی تفریق کے بغیر ایک بہت بڑی اور

حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ

ایک شخص حضرت ابراہیم ادھمؒ کے پاس آیا اور کہا کوئی ایسا طریقہ بتلایئے جس سے میں بڑے کام کرتا رہوں اور خداوند قدوس اس پر ناراض بھی نہ ہوں، حضرت ابراہیم ادھم نے فرمایا کہ چھ باتیں قبول کرو اور جو چاہے کر لیجیے کوئی گرفت نہ ہوگی۔

۱۔ جب تو کوئی گناہ کرے تو خدا کا رزق کھانا چھوڑ دو، سائل نے کہا یہ تو مشکل ہے کیونکہ رازق تو آخر وہی ہے پھر میں کہاں سے کھاؤں، تو حضرت نے فرمایا کہ یہ کب مناسب ہے کہ جس کا رزق کھائے پھر اس کی نافرمانی بھی کرے۔

ٹھاٹ دار حویلی میں داخل ہوتے جس کے دو مختلف دروازے تھے، تو وہاں انہیں ایک شخص مسند پر بیٹھا ہوا ملتا، گندمی رنگ، چہرے پر بکھرے سے بال، چمکتا ہوا چہرہ، سیاہ جبہ میں ملبوس، ہاتھ میں عصا، وہاں بھورے رنگ کی بڑی بڑی تھالیں رکھی ہوتیں جن میں اونٹ کے کلیجی گردے اور کوہان کا گوشت ہوتا۔" راوی جس کا تعلق سلیم کے قبیلے سے ہے آگے قصہ سناتا ہے کہ "ہم سب سے پہلے وہاں داخل ہوئے اور سب سے آخر میں باہر نکلے، میں اپنے بھائی سے پہلے سیر ہو گیا تو میں نے اس سے کہا ___ اب تو اٹھ، خدا کرے کہ تیرا پیٹ کبھی نہ بھرے! مسند پر جو شخص بیٹھا تھا اس نے یہ سن کر اپنا سر اٹھایا اور کہا نہیں جب تک سیری نہ ہو کوئی نہ اٹھے، آخر یہ کھانا اسی لیے تو رکھا گیا ہے کہ لوگ کھائیں۔ ب میں نے دیکھا یہ شخص بھینگا ہے۔ ہم دوسرے دروازے سے باہر چلے گئے اور وہاں ہم نے دیکھا کہ اور اونٹ ذبح ہو رہے ہیں۔ ہم نے لوگوں سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ یہ اونٹ بھی اسی عام دعوت کے لیے کاٹے جا رہے ہیں۔ اور مکان کے مالک کا نام عمرو ابن ہشام ابوالحکم ہے۔"

اسی شخص یعنی ابوجہل کی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مصالحت نہ ہو سکی، اس تضاد کو سمجھنے میں شاید مندرجہ ذیل دو حکایتوں سے کافی مدد ملے گی۔

۱۔ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ شریف کے صحن میں حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت سعد ابن وقاص رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ قبیلہ زبید کا ایک یمنی کعبہ شریف کے سامنے پہنچا اور بلند آواز سے فریاد کرنے لگا۔

"قریش کے لوگو! تم کیسے توقع رکھتے ہو کہ کھانے پینے کا سامان اور تجارت کا مال تمہارے یہاں آئے گا، تم لوگ تو سامان لانے والوں پر ظلم کرتے ہو،" کسی نے اس کی طرف توجہ ہی نہ کی۔ مختلف گروہوں کے پاس سے ہوتا ہوا آخر وہ اس جگہ پہنچا جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف رکھتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت فرمایا: "تیرے اوپر کس نے ظلم کیا ہے؟"

یمنی نے جواب دیا ___ "ابوالحکم نے، وہ تین اونٹ خریدنا چاہتا تھا، اور میرے پاس جتنے اونٹ ہیں ان میں یہ بہترین ہیں۔ میں انہیں خسارے کے ساتھ بیچنے پر راضی نہیں ہوا۔ اب اس کا لحاظ کرتے ہوئے کوئی انہیں خریدتا نہیں۔ اس نے میرا کاروبار ایسا خراب کیا ہے کہ سنبھلتا ہی نہیں، اس طرح اس نے مجھے بڑا نقصان پہنچایا ہے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "وہ اونٹ کہاں ہیں؟"

یمنی نے جواب دیا کہ ___ "الحزورہ کے پاس ہیں"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اونٹ خرید لیے اور دو اونٹوں کو اتنے داموں میں بیچ دیا جتنے یمنی نے تینوں کے مانگے تھے، پھر آپ نے تیسرا اونٹ بھی بیچ دیا، اور اس کی پوری قیمت عبدالمطلب کے خاندان کی بیواؤں کے لیے عطا فرما دی۔ ابوجہل بھی بازار کے

فَاعۡتَبِرُوۡا یٰۤاُولِی الۡاَبۡصَارِ

صحابہ کرامؓ کے گستاخ کا عبرتناک انجام

رسول نگر گوجرانوالہ کا ایک شخص جو کھلے بندوں حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بالخصوص ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں توہین آمیز کلمات کہا کرتا تھا اور اس سلسلہ میں کئی مسلمان نوجوانوں سے اس کی جھڑپ بھی ہو چکی تھی۔ گزشتہ دنوں رسول نگر کے بڑے بازار میں حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے اسماء گرامی کا بورڈ لگایا گیا تو یہ شخص اس پر بہت سیخ پا ہوا اور سر عام واہی تباہی بکنے کے ساتھ اس نے دھمکی دی کہ وہ ۲۰ رمضان سے قبل اس بورڈ کو اتار کر دم لے گا۔ مگر قدرت نے اسے ۲۰ رمضان تک مہلت نہ دی اور وہ ۱۹ رمضان سے قبل ہی اللہ تعالیٰ کی گرفت میں آ گیا۔ ہوا یوں کہ وہ گھر والوں کو کہہ کر گیا کہ وہ مچھلی کے شکار کے لیے جا رہا ہے۔ لیکن دریا کے کنارے پہنچا تو اسے سانپ نے ڈس لیا اور اس کی لاش وہیں تین روز تک اس حالت میں پڑی رہی کہ جانوروں نے اس کے جسم پر کوئی بوٹی نہ رہنے دی۔ چوتھے روز گھر والوں نے تلاش کے بعد دریا کے کنارے پر پڑی لاش کو اس کے انڈرویئر سے پہچانا۔ اور واقعہ کا سب سے عبرتناک پہلو یہ ہے کہ جب اس کے گھر والوں نے اس کی لاش کو دیکھا تو یہ حالت تھی کہ اس کے سینے پر ایک بڑا سانپ بیٹھا تھا اور چاروں طرف سے لاش کو سانپوں نے گھیر رکھا تھا اور اس کے منہ میں زبان بھی کھائی جا چکی تھی۔ لوگوں نے بڑی مشکل سے ڈرا دھمکا کر وہاں سے ہٹایا اور اس کی لاش کو صندوق میں بند کر کے رات کی تاریکی میں اس کو دفن کر دیا۔ (ماہنامہ انوار مدینہ جھنگ)

ایک کونے میں کھڑا تھا، مگر وہ بالکل خاموش رہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف بڑھے اور فرمایا۔ ”عمرو خبردار جو آئندہ کسی کے ساتھ ایسی حرکت کی جیسی اس بدو کے ساتھ کی ہے! ورنہ مجھے تمہارے ساتھ ایسا سلوک کرنا پڑے گا جو تمہیں پسند نہیں آئے گا۔“ ابوجہل جواب میں یہ فقرہ بار بار دھرا تا رہا ——— ”محمدؐ میں ایسی حرکت پھر کبھی نہیں کروں گا! جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے تشریف لے گئے تو امیہ ابن خلف اور دوسرے مشرکین جو وہاں موجود تھے ابوجہل کے پاس آئے اور کہنے لگے ”تم نے محمدؐ کے سامنے ایسی عاجزی دکھائی کہ معلوم ہوتا تھا تم بھی انہی کا دین اختیار کرنے والے ہو“ اس نے جواب دیا ——— ”میں تو اس کی پیروی ہرگز نہیں کروں گا لیکن اس وقت تو میں اس کا جادو دیکھ کر دب گیا۔ اس کے دائیں بائیں چند لوگ تھے جن کے ہاتھ میں نیزے تھے اور وہ اپنے نیزے ہلا کر مجھے دھمکا رہے تھے، اگر میں اس کی بات نہ مانتا تو بس میرا کام تمام تھا“

(بلاذری ”انساب“ جلد اول ص ۱۳۰)

۲۔ روایت ہے کہ اراشہ قبیلے کا ایک آدمی اپنے اونٹ لے کر مکہ آیا، ابوجہل نے اونٹ خرید لیے مگر پیسے دینے میں دیر کی یہ شخص قریش کی چوپال (نادی) میں پہنچا اور کہنے لگا۔

”قریش کے لوگو، میں غریب الوطن اور مسافر ہوں ابوالحکم نے مجھ سے اونٹ خریدے ہیں لیکن پیسے دینے میں دیر لگا رہا ہے اور خواہ مخواہ میرا راستہ کھوٹا کر رہا ہے۔ اس سے مجھے بڑا نقصان پہنچ رہا ہے۔ تم لوگوں میں کوئی ایسا آدمی نہیں جو میرے ساتھ اس کے پاس چلے اور میرے جو دام اس پر واجب ہیں وہ اس سے

باقی صـ۲۶ پر

لیّہ کے پروفیسر کی کتاب پر ایک تنقیدی نظر

زاھد منیر عامر، مدیر مجاھد سرگودھا

ہمارے ہاں فکری عنوانات پر لکھنے کا رجحان بہت کم پایا جاتا ہے۔ مصنفین اور مؤلفین بالعموم ان موضوعات کو اختیار کرتے ہیں جو علمی دلچسپی کے حامل یا جن سے کتابوں کی وسیع پیمانے پر فروخت کی اُمید کی جا سکتی ہے۔ ایسے موضوعات جن کا تعلق ہماری ثقافتی اور سیاسی تاریخ سے ہو بہت کم مصنفین کی بارگاہ میں باریابی حاصل کر سکے ہیں۔

تعیر لیے اور صحیح الذہن مصنفین کی اس طرف سے عدم توجہی نے اس میدان میں ایسے افراد کو سامنے آنے کا موقع فراہم کر دیا ہے جو ملک کے اساسی نظریات پر ایمان نہیں رکھتے اور جن کا وجود تو پاکستان میں ہے مگر ان کے پاس سوائے قومی شناختی کارڈ کے پاکستانیت یا اسلامیت کی کوئی علامت موجود نہیں ہے۔

جب کبھی ملک کے کسی حصے سے کسی فکری موضوع پر کوئی کتاب شائع ہوتی ہے تو خدا جانتا ہے کہ ہمیں اس سے کتنی خوشی ہوتی ہے کہ چلیں اجتماعی بے حسی کے اس دور میں کچھ لوگ تو زندہ ہیں۔

حال ہی میں پاکستان، ثقافت اور انقلاب کے نام سے لیّہ کے ایک پروفیسر اکرم میرانی کی کتاب ملتان سے شائع ہوئی ہے اس کتاب کے مطالعہ نے وہ تاثر جو اس کتاب کی اشاعت کی خبر سن کر قائم ہوا تھا یکسر تبدیل کر دیا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مصنف ایک خاص طرزِ فکر کا حامل ہونے کے باوجود خود اپنے ہی مقصد سے نا آشنا ہے۔ کتاب کا ایک باب مصنف کی پریشان خیالی کا آئینہ دار رہا ہے کہ ابتداء میں وہ جن چیزوں کی حمایت کر رہا ہے۔ آگے چل کر وہ انہی کی مخالفت میں اپنا زورِ قلم صرف کر دیتا ہے، اس سلسلہ میں نمایاں مثال حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کے تذکرہ کی ہے۔

بعض جگہوں پر اصل حوالہ جات کی بجائے غیر معتبر اور غیر مستند حوالوں کی مدد سے اپنی بات کو ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے جس نے خود ہی مصنف کی بات کو بے وزن کر دیا ہے۔ مثلاً حضرت مجدد الف ثانیؒ (جن سے مصنف کو خاص بغض ہے) کے افکار کا حوالہ دیتے ہوئے جب وہ ان کے ”مکتوبات“ کا حوالہ دینے کی بجائے دورِ حاضر کے بعض کمیونسٹ مصنفین کے حوالوں سے بات کرتے ہیں تو ان کی بات خود ہی پایہ ثقاہت سے گر جاتی ہے جیسا کہ انہوں فلاسفروں، سائنسدانوں اور ریبویلیوشن کے علماء وغیرہ سے متعلق مجدد صاحب سے منسوب اقوال نقل کر کے حوالے ”مکتوبات“ کے بجائے سبط حسن کی کتاب ”پاکستان میں تہذیب کا ارتقاء“ سے دیئے ہیں (ملاحظہ ہو صفحہ ۱۱)

حضرت مجدد الف ثانیؒ جنہیں علامہ اقبال نے ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان قرار دیا تھا کے متعلق مصنف کا خیال ہے کہ ”شیخ احمد سرہندی کی فکری رہنمائی نے مسلمانوں کے باہمی نفاق میں اس قدر اضافہ کر دیا کہ یہاں کی آبادی اس قابل ہی نہ رہی کہ جو انگریزوں کا جم کر مقابلہ کر سکتی“ صفحہ ۱۵۰۔

حالانکہ مجدد صاحبؒ کے نظریات کی اہمیت، نفوذ پذیری اور مقبولیت کا اعتراف خود مصنف کو بھی

ہے۔ چنانچہ وہ اپنی کتاب کے صفحہ ۱۳ پر رقم طراز ہیں۔

"شیخ احمد سرہندیؒ کے نظریات کے اثرات شاہ ولی اللہ سید احمد شہید، علامہ اقبال تک کے نظریات پر محسوس کیے جاتے ہیں"

اب اگر مجدد صاحب کے نظریات تنے ہی منافقت آمیز تھے۔ تو شاہ ولی اللہ، سید احمد شہید، شاہ اسمٰعیل شہید اور علامہ اقبال جیسے مفکرین ان سے کیونکر متاثر ہو گئے؟

اگر مصنف کے خیال کے مطابق مجدد صاحب عالی نظر نہ تھے تو کیا مسلمان برصغیر کا یہ سارا فکری سلسلہ ہی فکرو نظر کی صلاحیتوں سے عاری تھا پھر مصنف کا یہ بھی کہنا ہے کہ مجدد صاحب کے نظریات کے باعث برصغیر کی آبادی اس قابل نہ رہی جو انگریزوں کا جم کر مقابلہ کر سکتی (صفحہ ۱۵)

مصنف کے مطابق مجدد صاحب کے نظریات سے متاثر ہونے والوں میں ایک سید احمد شہید ہی کو لے لیجئے کیا انہوں نے انگریزوں اور سکھوں کے خلاف جہاد نہیں کیا؟ کیا ان کی برپا کردہ تحریک جہاد انگریزوں کی سازش تھی؟ جب مصنف کے بقول مجدد صاحب کے نظریات کا اثر قبول کرنے والے سید احمد شہید اتنی بڑی اور تاریخ ساز تحریک جہاد برپا کر سکتے ہیں۔ تو ان نظریات کو نفاق کا باعث کیسے قرار دیا جا سکتا ہے؟

خامہ انگشت بدنداں ہے اسے کیا لکھیے
ناطقہ سربگریباں ہے اسے کیا کہیے

سر سید احمد خان مرحوم پر تبصرہ کرتے ہوئے "انگلش راج اور آزادی" کے باب میں مصنف نے شاہ اسمٰعیل شہید کو بھی سید احمد مرحوم کی کیناگری میں شمار کر دیا ہے وہ لکھتے ہیں۔

سر سید احمد اور شاہ اسمٰعیل اپنے کردار میں انگریز دشمن نہیں تھے بلکہ انہیں تو انگریزوں کی آشیرباد حاصل تھی" صفحہ ۱۵۹ جہاں تک سر سید مرحوم کا تعلق ہے اس سے ہمیں یہاں کوئی بحث نہیں لیکن شاہ اسمٰعیل شہید کے سلسلہ میں ہم مصنف

باقی صفحہ ۲۵ پر

بزمِ ختم نبوت

واقعی یہ رسالہ انٹرنیشنل ہے

ہفت روزہ ختم نبوت واقعی انٹرنیشنل رسالہ ہے جو قادیانیوں کا پوسٹ مارٹم کرتا ہے اور مسلمانانِ عالم کو ان کی خطرناک سرگرمیوں سے خبردار کرتا ہے۔ قادیانی پاکستان میں قلیل سی تعداد میں ہیں لیکن وہ اہم پوسٹوں پر متعین ہیں جن کو ہٹانا بہت ضروری ہے۔ ہم مرزا قادیانی جھوٹے مدعی نبوت اور اس کے پیروکاروں پر لعنت بھیجتے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہفت روزہ ختم نبوت کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے آمین کروڑ میں یہ رسالہ ہر ہفتے پہنچتا ہے ہماری کوشش ہو گی کہ یہاں یہ پرچہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں لگے۔

محمد طارق۔ طارق جنرل سٹور کروڑ لعل عیسن

ختم نبوت انتہائی معیاری جریدہ بن چکا ہے

آپ کی کوششوں کی وجہ سے ہفت روزہ ختم نبوت ایک انتہائی جریدہ بن چکا ہے۔ جس پر آپ ملک بھر کے مسلمانوں کی جانب سے مبارکباد کے مستحق ہیں آپ اپنے پرچے کے ذریعے قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں کو جس طرح بے نقاب کر رہے ہیں وہ ایک مستحسن اقدام ہے، میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی ان کوششوں کو شرف قبولیت بخشے۔ پرچہ ہر لحاظ سے انتہائی خوبصورت اور معلوماتی ہے۔

فیاض حسن سجاد۔ کوئٹہ

یہ پرچہ مخلصین لہ الدین کا مصداق ثابت ہوتا ہے

کافی عرصہ سے آپ کے ادارہ کی جانب سے پرچہ ختم نبوۃ نہایت پابندی کے ساتھ دستیاب ہوتا رہتا ہے جس میں بہترین مضامین ہوتے ہیں جو عقیدہ توحید و رسالت اور مسئلہ ختم نبوت کی روشنی میں امت مسلمہ کے قلوب کو نور ایمانی سے منور کر رہا ہے اور خصوصاً آج کل کی وہ نسل جو اسلام کی تعلیم سے کوسوں دور ہے ان کی فیضیابی اور کامیابی کے لیے واللہ آج تک کسی رسالہ میں یہ حسن و خوبی نظر نہیں آئی۔ جو ہفت روزہ ختم نبوت پرچہ میں پائی گئی۔ فرمان الٰہی مخلصین لہ الدین کا مصداق ثابت ہوتا ہے یعنی یہ آپ کے اور آپ کے جملہ کارکنان کی مخلصانہ محنت و کاوش کا ثمرہ و نتیجہ ہے اور پرچہ کی کتابت طباعت و صفائی اتنی عمدہ ہے کہ قابل داد و قابل مطالعہ ہے۔ اور علمی و ثقافتی دینی اور مذہبی مضامین ایسے پرکشش ہوتے ہیں کہ پتھر اور درخت بھی پگھل جائے اور کافر بلکہ زندیق و ملحد بھی اسلام لے آئے اور اسلام کے مرتبہ و درجات سے مالا مال ہو جائے اور اپنی آخرت کو کامیاب بنائے۔

خصوصاً ہمارے محترم و بزرگوار قبلہ حضرت مفتی مولانا یوسف لدھیانوی مدظلہٗ تعالیٰ کے رموز و اسرار قرآن کے متعلق اُن کے تبحر تعقل تدبر اور تفحص کی وجہ سے انہیں جو مقام حاصل ہے وہ اہل علم و صاحب بصیرت سے پوشیدہ نہیں مسائل قرآن کے سلسلے میں لوگ کثرت سے استفادہ حاصل

کرتے رہتے ہیں اور ہمیشہ ان کی طرف سے تسلی بخش جواب ملتے رہتے ہیں۔ نیز ہمارے نوجوان حافظ محمد اقبال رنگونی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کے مرزائیت و قادیانیت کی سیہ گروہ پر دلائل، مضامین بھی نظر انداز نہیں کر سکتے باری تعالیٰ سے بیل دہنار دعا ہے کہ ایسے مخلص و سچے عالم دین کی دینی خدمات اللہ تعالیٰ قبول فرمادیں اور عمر لمبی کرے کہ تا دیر یہ فیض جاری رہے اور مضمون ختم نبوت کا یہ سلسلہ تا قیامت قائم و دائم رہے۔

یا حسرتا۔ اے کاش زمانہ ہوتا کہ مرتد اور مرزائی قادیانی (جو لوگوں کو گمراہ اور بے دین کرنے پر تلے ہوئے ہیں) وہ کل پرچہ ختم نبوت کے مطالعہ سے صراط مستقیم پر آجائیں اور اپنی عاقبت کو سدھاریں اور اللہ پاک سے ہدایت طلب کریں۔

آخر میں یہ دعا ہے کہ اللہ پاک ایسے مرتدوں اور گمراہوں کو ہدایت دے اور توبہ کرکے پکے اور سچے مسلمان ہوں۔

احقر الوریٰ شیخ محمد اطہر عفا اللہ عنہا

ناظم رویت ہلال کمیٹی، جمعیت علماء برطانیہ

ختم نبوت سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں

اے اللہ تو نے ہمیں عطا کیا ہے ختم نبوت
پیاری پیاری باتیں ہیں ختم نبوت میں!
یہ شان اللہ کی ہے جس نے انسانوں کو حافظہ دیا
وہ نیک نیک باتیں ہیں ختم نبوت میں
ہم سب کو پسند ہے ختم نبوت
ختم نبوت سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں
بڑوں کے لیے بچوں کے لیے ہے ختم نبوت
سب کے لیے ہے بوڑھوں کے لیے ہے ختم نبوت

ختم نبوت ایک ایسا رسالہ ہے جس سے بڑھ کر کوئی رسالہ نہیں۔ نیک نیک باتیں ختم نبوت میں ہیں۔ ختم نبوت بڑے لوگوں کو بھی سیدھا کرتا ہے۔

ثریا انجم مہمند۔ مانسہرہ

لائق تحسین ؟ ؟ ؟

میں رسالہ ختم نبوت کا نیا خریدار ہوں۔ موجودہ دور میں آپ کا رسالہ فرقہ پرستی سے بلند ہو کر ختم نبوت کی جو خدمت کر رہا ہے وہ لائق تحسین ہے

مظہر قیوم رحمانپورہ سرگودھا

میں رسالے سے بہت متاثر ہوا

ہفت روزہ ختم نبوت کا سرورق دیکھ کر انتہائی خوشی محسوس ہوئی اس کے مضامین خصوصاً ختم نبوت پر مضامین بہت پسند آئے علاوہ ازیں اداریہ معلومات افزا اور انقلابی ہوتا ہے میں اس سلسلے سے بہت متاثر ہوا ہوں میری دلی دعا ہے خدا تعالیٰ آپ صاحبان کو اس خدمت دین کے لیے چاق و چوبند رکھے اور کامیابی نصیب فرمائے۔

حافظ نیاز احمد میمن۔ وڑد ضلع ٹھٹھہ

ختم نبوت کا مسئلہ عالمی مسئلہ ہے

ختم نبوت کا مسئلہ عالمی مسئلہ ہے کسی خاص قوم یا جماعت کا نہیں۔ پوری قوم اور پوری ملت کا فرض ہے کہ اس مسئلہ کے حل کے لیے اور دنیا سے قادیانیت کا جنازہ نکال دینے میں رات دن ایک کر کے کام کرے۔ آپ حضرات کی کوششیں ہمارے لیے نمونہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم کو زیادہ سے زیادہ قربانیاں دینے کی توفیق دے۔ اور اپنے اکابر کے مشن کو زندہ رکھنے اور مسئلہ ختم نبوت پر مر مٹنے کی توفیق دے۔ آمین

حافظ طفیل احمد عثمان کلیاہ رچرلہ اسلام آباد

مراسلہ نگار حضرات

سے گزارش ہے کہ وہ اپنے مراسلے صاف اور خوشخط لکھیں۔

ارتداد کی شرعی سزا فوراً نافذ کی جائے

محمد عثمان الوری

موجودہ جدید دور میں ہر طرف نئے نئے فتنے پیدا ہو رہے ہیں اور وہ عام مسلمانوں کی غفلت سے سادہ لوح لوگوں میں نرم گوشہ پیدا کرتے ہیں۔ اس طرح آہستہ آہستہ اسلام کے بنیادی عقائد کے خلاف ایک نیا مذہب تشکیل پا جاتا ہے اسی طرح برصغیر میں ایک صد سالہ تحریک ختم نبوت کے باغیوں کا گروہ کافی عرصہ سے عالم اسلام اور دنیا میں مسلمانوں کی خلاف سازشیں کرنے میں مصروف ہے اور دنیا میں مکاری فریب کاری اور جعلسازی سے اپنے آپ کو مظلوم بنا کر رحم اور پناہ کی اپیل کر رہا ہے حالانکہ اس اسلام دشمن اور بدباطن مرتد گروہ سے زیادہ شر انگیز دنیا میں نہیں عام لوگوں کو ان کی خفیہ سرگرمیوں کا علم نہیں ہے پوری معلومات کے لیے پاکستان میں مجلس تحفظ ختم نبوت سے رابطہ قائم کر کے اسی فتنے کی سازشوں کا احوال معلوم کیا جا سکتا ہے قرآن و سنت اور اجماع صحابہ سے مرتد کی سزا کا نفاذ و اجرا ہی منکرین ختم نبوت کا واحد علاج ہے اور عالم اسلام کی بقا اور مسلمانوں کی فلاح کا راز اسی میں مضمر ہے کہ فوراً ملک میں ارتداد کی سزا کا نفاذ کیا جائے۔ تاکہ عالم اسلام اور مسلمان قادیانیوں کی خفیہ اور خطرناک چالوں سے محفوظ رہ سکیں اس کے علاوہ ان کو کلیدی عہدوں سے علیحدہ کیا جائے۔

مناظرہ جناب احمد دیدات نے جیتا

قادیانیوں کے ایک مراسلے کا جواب

قسط نمبر ۱

حافظ محمد اقبال رنگونی مانچسٹر

روزنامہ جنگ لندن ۹ جنوری ۱۹۸۶ کی اشاعت میں قادیانی جماعت کے مسٹر محمود افضل بٹ صاحب کا ایک مراسلہ شائع ہوا ہے۔ موصوف خیر سے قادیانی جماعت کے سیکرٹری تبلیغ و چیئرمین تبلیغ کمیٹی بھی ہیں۔ مراسلہ سے پتہ چلتا ہے کہ یا تو موصوف حقائق سے بے خبر ہیں یا پھر حقائق کو مسخ کرنے کی مذموم کوششوں میں مصروف ہیں اور ساتھ ہی الزامات و بہتانات کا طومار باندھنے میں بھی مہارت رکھتے ہیں موصوف کے مراسلہ کی حقیقت مندرجہ ذیل سطور سے واضح ہو جائیگی

موصوف سب سے پہلے اپنے گروہ کی خوبیاں بیان کرتے ہیں کہ ہماری خوبیاں کیا ہیں۔ پھر اپنے امیر کی اطاعت کا راگ اس طرح الاپتے ہیں کہ۔

ہم ایک جماعت سے تعلق رکھتے ہیں جس کا ہر فرد امام جماعت (مرزا قادیانی کے جانشین آج کل مرزا طاہر) کے احکامات کی تعمیل اپنے ایمان کا لازمی جزو سمجھتا ہے۔“

اس عبارت میں یہ امر قابل غور اور توجہ طلب ہے کہ روزنامہ جنگ اور وطن میں جو قادیانی مراسلات شائع ہوتے ہیں وہ مرزا طاہر احمد کی اجازت سے شائع ہوتے ہیں یا نہیں؟ اگر یہ مراسلات مرزا طاہر احمد کی تصدیق و تائید کے بعد شائع کئے جاتے ہیں تو پھر سوال یہ ہے کہ جن مراسلات کے جوابات دیئے جاتے ہیں ان سے مرزا طاہر کیوں خاموش ہیں؟ مرزا طاہر کو چاہئے تھا کہ وہ ان خطوط کا ضرور جواب دیتے تاکہ حقائق واضح ہو سکیں۔ آج بھی ہم مرزا طاہر سے گذارش کریں گے کہ ہمارے چند سوالوں کا جواب باصواب دے کر اپنی جماعت کی تسلی کریں یا پھر صحیح عقیدہ اختیار کر کے گمراہی سے بچیں۔

مسٹر بٹ صاحب نے اس کے بعد مشہور مسلمان اسکالر جناب احمد دیدات اور عیسائی مناظر ڈاکٹر سروش کے درمیان لندن میں ہونے والے مناظرے میں جانے اور ناکام لوٹنے کی تفصیل بیان کی۔ پھر اخباری تاثرات کے ذریعہ جناب دیدات صاحب کے دلائل کے قوی ہونے کا اعتراف کیا مگر اس کے ساتھ ہی ان تمام دلائل و حقائق کا کریڈٹ (CREDIT) جناب دیدات کو دینے اور ان کی اسلام دوستی اور مسلمان کے ساتھ ہمدردی کا اعتراف کرنے کے بجائے انہوں نے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کو دے دیا گیا۔ کہ جناب احمد دیدات صاحب مرزا غلام احمد قادیانی کے خوشہ چین ہیں۔ اور مرزا صاحب کی کتب میں یہ دلائل موجود ہیں بٹ صاحب لکھتے ہیں:

جو دلائل ڈاکٹر شروش کے مقابل پر احمد دیدات نے دیئے انہیں پڑھ کر تو ہماری خوشی کی انتہا نہ رہی کہ یہی الفاظ وہ تاریخی دلائل جو حضرت مرزا نے عیسائیوں کے اس باطل عقیدہ کا قلع قمع کرنے کے لئے آج سے سو سال پہلے فرمائے تھے۔ احمد دیدات نے انہی کو آج ہتھیار کے طور پر استعمال کیا۔ آخر آسمانی چشمہ سے استفادہ کرنا ہر کلمہ گو کا حق بھی تو ہے خواہ وہ ماننے یا نہ ماننے والوں میں سے ہو۔“

ہم اس وقت اس تفصیل میں نہیں جانا چاہتے کہ مرزا غلام قادیانی کی تحریرات کو آسمانی چشمہ قرار دیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ اور نہ اس تفصیل میں جاتے ہیں کہ آسمانی چشمہ والا کیا اس طرح کی زبان استعمال کرتا ہے جو مرزا

حکیمانہ اقوال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا۔ عائشہ رضی اللہ عنہ چھوٹے چھوٹے گناہوں میں بہت احتیاط کرو اللہ کے یہاں ان کا بھی سوال ہوگا کسی نے کہا کہ چھوٹے گناہوں کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی چھوٹی چھوٹی لکڑیوں کو جمع کر کے آگ جلائے۔ یہ آگ پھیل کر کیسی تباہی مچاتی ہے

جو نیکی بوئے گا سلامتی کاٹے گا۔ (توراۃ) جو برائی بوئے گا ندامت کاٹے گا۔ (انجیل)

کسی نے حضرت ابن عباس سے معلوم کیا۔ آپ کو زیادہ گناہ کرنے والا اور زیادہ ہی نیکی کرنے والا پسند ہے یا کم گناہ اور کم ہی اطاعت کرنے والا؟ فرمایا مجھے وہ پسند ہے جو کم نافرمانی کرے

کسی بزرگ نے کہا کہ عمل تو ہر ایک کر لیتا ہے لیکن سمجھدار وہ ہے جو گناہ کو چھوڑ دے

اس سے معلوم ہوا کہ نیکی کرنے کے مقابلہ میں گناہ کا ترک کرنا زیادہ بہتر و افضل ہے۔ کیونکہ نیکی کے لئے اللہ نے یہ شرط لگائی ہے کہ اس کو قیامت میں لے پہنچے

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ أَمْثَالِهَا

جو نیکی لے کر آئے گا اس کو دس گناہ بدلہ ملے گا۔

ترک گناہ پر کوئی شرط نہیں

وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى

جس نے نفس کو خواہشات سے روکا تو اس کا ٹھکانہ جنت ہے۔

قادیانی نے کی ؟ ۔ لیکن اتنی عرض ضرور کریں گے کہ مسٹر بٹ اور مرزا طاہر نے یہاں ایک بڑی خیانت کا ارتکاب اور ایک بہت بڑا الزام منسوب کیا ہے ؟

یاد رہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی سے بہت عرصہ پہلے اکابرینِ اسلام اس موضوع پر دلائل و حقائق کا ایک عظیم ذخیرہ چھوڑ گئے تھے ۔ حضرت العلامہ ابن تیمیہؒ اور آگے آیئے تو آپ کو حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانویؒ (پیدائش ۱۲۳۳ھ وفات ۱۳۰۸ھ) کا نام نامی اسم گرامی ملے گا جنہوں نے ردِ عیسائیت پر ایک عظیم کارنامہ انجام دیا تھا اور بعد والوں کے لئے کافی ذخیرہ جمع کر گئے تھے ۔ اور آج دنیا انہی کی تصنیفات سے استفادہ کرتی ہے ۔ آپؒ کا انتقال مرزا قادیانی سے تقریباً ۲۰ سال قبل ہو چکا تھا ۔ انہی بزرگ کے متعلق احمد دیدات صاحب کا کہنا ہے کہ ردِ عیسائیت کے متعلق میری ساری معلومات ان سے ہیں اور ان کو اس موڑ پہ لانے میں حضرت مولانا کیرانویؒ کی تصانیف کا بہت بڑا ہاتھ ہے چنانچہ آج کے روزنامہ جنگ لندن (۱۸ جنوری) کی اشاعت میں منعقدہ ایک مجلس کو انٹرویو دیتے ہوئے لکھتے ہیں :

اس دوران ایک دیمک زدہ کتاب میرے ہاتھ لگی اسے نکال کر دیکھنا چاہا تو اس پر اتنی گرد جمی تھی کہ اس کی وجہ سے چھینکیں شروع ہو گئیں ۔ گرد صاف کر کے دیکھا تو کتاب کا نام "اظہار الحق" تھا کتاب کا نام لاطینی میں لکھا تھا ۔ بار بار اسے دہرایا ۔ صاف محسوس ہو رہا تھا کہ یہ مسلمانوں کی کوئی کتاب ہے ۔"

سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہتے ہیں :

میں وہ کتاب لے کر زمین پر بیٹھ گیا اور اسے پڑھنا شروع کیا ۔ اس میں بتایا گیا تھا کہ میتھوز ۔ اور مارک لوقا اور جان کس طرح اور کہاں کہاں ایک دوسرے کی تردید کرتے ہیں ۔ مجھے اس کتاب کے ذریعے بڑا قیمتی اسلحہ مل گیا ۔ اس کے بعد جب میں ذرا بن گیا تو میں نے چھوٹیں میں نیا عہد نامہ خریدا اور اس پر تضادات کے نشان لگانے شروع کئے !

دیکھا آپ نے ۔ احمد دیدات صاحب کہہ رہے ہیں کہ اظہار الحق نامی کتاب کے ذریعے مجھے یہ مواد حاصل ہوا اور ردِ عیسائیت کے لئے بڑا قیمتی اسلحہ حاصل ہوا مگر بٹ صاحب کہہ رہے ہیں کہ مرزا صاحب کا مواد تھا مرزا صاحب کے الفاظ تھے ۔ اب دونوں باتوں میں غور کریں کہ کون جھوٹ اور دھوکہ دے رہا ہے ۔ اگر مرزا صاحب کی کتب ان کے پاس پہلے سے ہوتیں اور ان سے استفادہ کیا ہوتا ۔ پھر دیدات صاحب اس کا اعتراف کیوں نہ کرتے !۔

معلوم ہونا چاہیئے حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ عیسائیت کے موضوع پر ماہر تھے آپ کے پادریوں کے ساتھ کئی معرکۃ الآرا مناظرے بھی ہوئے اور آپ کی کئی اہم تصنیفات بھی خاص اس موضوع پر ہیں ۔

مرزا قادیانی نے بھی انہی کتابوں سے استفادہ کیا ہے اور ردِ عیسائیت کے موضوع پہ مولانا کے ذکر کردہ دلائل اپنی کتابوں میں لکھے ۔ یہاں تک کہ ان کی کتاب ازالۂ اوہام کا نام تک چرالیا ۔ مولانا کیرانویؒ کی چند تصانیف ملاحظہ کیجئے

(۱) اظہار الحق جس کا ذکر احمد دیدات صاحب نے کیا ہے حضرت مولانا مرحوم کی یہ کتاب ردِ عیسائیت پر ایک بنیادی کتاب کا حکم رکھتی ہے ۔ آپ نے ۱۶ رجب ۱۲۸۰ھ کو تالیف فرمانی شروع کی اور اس کی تکمیل ذی الحجہ ۱۲۸۰ھ کو ہوئی ۔ ۱۲۸۱ھ میں سب سے پہلے قسطنطنیہ میں چھپی ۔ تائید الحق برحمۃ اللہ اس کا تاریخی نام ہے ۔ یہ کتاب ایک مقدمہ اور چھ ابواب پر مشتمل ہے ۔ اس کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے لگا لیجئے کہ اس کتاب کے کئی ایڈیشن شائع ہوئے اور ہو رہے ہیں ۔ اور کئی زبانوں میں اس کے

گستاخانِ رسول قادیانیوں کی مشروب ساز

تراجم ہوئے۔ عیسائی دنیا اس کتاب کے جواب سے عاجز رہی ہے۔

عنوانات یہ هیں

اول بیان و تفصیل کتب عہد قدیم و جدید۔

دوم بیان و تفصیل اثبات تحریف انجیل

سوم بیان و تفصیل اثبات نسخ انجیل

چہارم بیان و تفصیل ابطال تثلیث

پنجم قرآن کا کلام اللہ ہونا

ششم اثبات نبوت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور پادریوں کے اعتراضات کے جواب۔

(۲) ازالۃ الاوہام اس کتاب میں حضرت مولانا مرحوم نے عیسائیوں کے بڑے بڑے اعتراضات و اشکالات کے جوابات دیئے ہیں۔ مطبوعہ ۱۲۶۹ھ۔

(۳) ازالۃ الشکوک یہ کتاب بھی عیسائیوں کے ۲۹ سوالوں کا جواب ہے۔ رمضان ۱۲۶۹ھ کی تصنیف ہے۔

(۴) اعجاز عیسوی بائبل کی تحریف اور ان کتب کا مفصل بیان ہے۔ یہ کتاب نہایت مدلل و معقول اور لاجواب بحث سے مزین ہے ۱۲۷۱ھ کی تالیف ہے

(۵) احسن الاحادیث فی ابطال التثلیث

حضرت مولانا مرحوم نے اس کتاب میں دلائل عقلیہ و نقلیہ سے عقیدہ تثلیث کا ابطال فرمایا ہے۔ ۱۲۷۱ھ کی تصنیف ہے۔

(۶) البحث الشریف فی اثبات النسخ والتحریف

تحریف انجیل پر محققانہ بحث ہے ۱۲۷۰ھ کی تالیف ہے

(۷) معدل اعوج المیزان

یہ کتاب میزان الحق مولفہ پادری فنڈر کا مسکت جواب ہے۔

(۸) تقلیب المطاعن

یہ کتاب تحقیق دین مولفہ پادری لا صفدر کا رد اور مدلل جواب ہے۔

(۹) معیار التحقیق

یہ کتاب تحقیق الایمان مولفہ پادری صفدر علی کا دندان شکن جواب ہے۔

یہ اس دور کی کتابیں ہیں جبکہ مرزا صاحب ابھی گویا طفل مکتب تھے۔ اور اس لائن پر قدم بھی نہ رکھے تھے اس لئے جٹ صاحب کا یہ کہنا کہ دیدات صاحب کا سارا مواد مرزا قادیانی کی کتابوں کا رہین منت ہے بہت بڑا جھوٹ اور دیدات صاحب کی ذات کو بدنام کرنا ہے۔ دیدات صاحب کے نزدیک تو مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے اتباع دائرہ اسلام ہی سے خارج ہیں خود کہتے ہیں:

میری نظر میں تمام قادیانی کافر ہیں (۸ جنوری ۸۶ء جنگ

جنوبی افریقہ کی عدالت کے حالیہ فیصلے سے متعلق ان کا تبصرہ ملاحظہ کیجئے:

جنوبی افریقہ کی عدالت کو یہ فیصلہ کرنے کا کوئی حق نہیں کہ کون مسلمان ہے اور کون نہیں۔ (حوالہ بالا)

کاش کہ جٹ صاحب۔ مرزا قادیانی کی ذات کو رہنما

مسجد فلاح

کے تعمیراتی کام میں حصہ لیجیے

جامع مسجد فلاح ٹرسٹ دستگیر نصیر آباد فیڈرل بی ایریا کراچی میں مسجد کی دینی مدرسہ وضوخانہ اور استنجا خانہ زیر تعمیر ہے۔ میں اہل خیر حضرات سے پرزور اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس کار خیر میں بھرپور حصہ لیں تاکہ مسجد کا یہ تعمیراتی منصوبہ جلد از جلد پایۂ تکمیل تک پہنچ جائے۔ مسجد کا اکاؤنٹ نمبر ۲-۷ حبیب بینک نصیر آباد برانچ ہے۔

محمد یوسف لدھیانوی عفا اللہ عنہ
خطیب جامع مسجد فلاح ٹرسٹ دستگیر
نصیر آباد۔ فیڈرل بی ایریا کراچی

کی حیثیت دینے سے قبل ان تاریخی حقائق پر بھی غور کرلیجئے

میرے دل کو توڑ دیہ بات سمجھ لو

کہ برباد ہوگا یہ کاشانہ کس کا ؟

(۳) بٹ صاحب آگے چل کر لکھتے ہیں

عیسائی سکالر نے قرآنی آیات سے حضرت عیسٰی کو قیامت کے علم ہونے کا بے بنیاد دعویٰ کیا تو احمدیدات نے اسے جواباً کہا کہ قرآن میں کہیں یہ نہیں لکھا اگر لکھا ہے تو دکھاؤ۔ یہ الفاظ ثابت کرتے ہیں کہ دیدات صاحب دوسرے مسلمانوں کی طرف سے سورہ زخرف کی آیت کے اس ترجمہ سے اتفاق نہیں کرتے جو عبداللہ علی یوسف نے کیا تھا۔ شائع کردہ شیخ محمد اشرف کشمیری بازار لاہور۔ اور اگر کرتے ہیں تو ڈاکٹر شروش ٹھیک کہتے ہیں۔ اس غلط فہمی کو دور کرنے کی خاطر ہم دیدات صاحب سے گذارش کرتے ہیں یہ وضاحت فرما دیں تاکہ کسی قسم کا شبہ باقی نہ رہے۔

بٹ صاحب کی اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ عیسائی سکالر نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کو علم قیامت ہونا قرآن سے ثابت کیا۔

مسلم سکالر نے کہا کہ قرآن میں کہیں نہیں اگر ہے دکھاؤ ؟

بٹ صاحب کا کہنا ہے کہ عبداللہ یوسف علی نے ایسا ہی ترجمہ کیا ہے کہ انہیں علم ہے اور شروش ٹھیک کہتے ہیں: اب آیئے اصل حقیقت کی طرف! جہاں تک عیسائی سکالر کا یہ دعویٰ کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کو قیامت کا علم ہے ... اور قرآن سے یہ ثابت ہے، بالکل جھوٹ اور غلط ہے۔ قرآن کریم علم قیامت سے متعلق نہایت وضاحت اور صراحت کے ساتھ اعلان کر رہا ہے کہ قیامت کا علم سوائے خدا کے اور کسی کو نہیں۔ ارشاد ربانی ہے کہ۔

یسئلونک عن الساعۃ قل انما علمہا عند اللہ (پ۲۲ الاحزاب)

ترجمہ (اے نبی) لوگ تجھ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ اس کا علم اللہ ہی کے پاس ہے

(۲) یسئلونک عن الساعۃ ایان مرسہا قل انما علمہا عند ربی (پ۹ الاعراف)

(اے نبی) لوگ تجھ سے پوچھتے ہیں کہ قیامت کے قائم ہونے کا وقت کیا ہے؟ آپ فرما دیجئے کہ اس کا علم میرے رب ہی کے پاس ہے۔

(۳) ویقولون متی ھذا الوعد ان کنتم صادقین قل انما العلم عند اللہ (پ۲۹ الملک)

اور کہتے ہیں کہ کب ہوگا یہ وعدہ اگر تم سچے ہو (تو بتلاؤ) آپ فرما دیجئے کہ اس کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے

جاری ہے

حکومت کی طرف سے شائع ہونیوالی کتاب میں

مسئلہ ختم نبوت کے بارے میں شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ پر قادیانیوں کا افترا اور اس کا جواب

تحریر: پروفیسر مولانا محمد اشرف صاحب پشاور

وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے
غبار راہ کو بخشا فروغ وادی سینا!
نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسیں، وہی طٰہٰ!

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں جن کے بعد ابد الآباد تک کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔ یہ مسلمانوں کا ایسا متفقہ اور اجماعی مسئلہ ہے، جس کا انکار کفر و ارتداد ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ سعادت ہی سے یہ عقیدہ مسلّم چلا آرہا ہے۔ چنانچہ آپؐ نے اسود عنسی (متنبی) کے خلاف جہاد کروایا اور وہ آپؐ کے وصال سے چار یا پانچ دن پہلے مقتول ہوا۔ اس طرح مسیلمہ کذاب کے خلاف حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد معروف ہے۔ صحابہ کا یعنی امت کا پہلا اجماع مسیلمہ کذاب کے کفر اور اس کے خلاف جہاد و خونریزی پر ہوا۔ پھر امت نسلاً بعد نسلٍ تواتر کے ساتھ اس مسئلہ پر متفق رہی اور اگر کبھی کسی شخص نے حریم "ختم نبوت" کے اندر داخلے کی کوشش کی تو اسے مرتد قرار دے کر قتل کر دیا گیا۔ علماء و اعیان امت میں سے کسی شخص نے نہ تو "ختم نبوت" کا انکار کیا۔ نہ ہی آپ کے بعد اجرائے نبوت کے قائل کو مسلمان گردانا۔ غرض حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا اسلام کا ایسا بدیہی اور متفق علیہ عقیدہ ہے جس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ صد حسرت و تعجب کا سبب ہے کہ جب سے انگریزوں نے اپنی اسلام دشمنی اور اپنی استعماری ضرورتوں کے ماتحت برصغیر میں قادیانی متنبی "کا پودا لگایا اور اس کی نگہداشت و پرورش کی ذمہ داری سنبھالی، ختم نبوت کے اس ناقابل شکست و ریخت حصن حصین میں نقب لگانے کی کوشش کی جاتی رہی۔ تاکہ مسیلمۂ پنجاب مرزا غلام احمد کی "دجالی نبوت" کو کسی طور پناہ مل سکے اور ان کی ان ابلہ فریبیوں سے مسلمانوں کے سادہ لوح اشخاص کو دھوکہ دیا جا سکے۔ اس سلسلہ میں ان کی ان کاوشوں کا تذکرہ کیا جا سکتا ہے جو وہ بعض اعیان نبوت اور مشائخ و علماء کی بعض عبارات کو محرّف کر کے پیش کرتے ہیں اور ان سے اپنے مکروہ عزائم کو پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ عبارات کبھی سیاق و سباق سے علیحدہ کر دی جاتی ہیں۔ کبھی ان میں تحریف کر دی جاتی ہے۔ کبھی کمال جسارت سے ان کو غلط معنی پہنا دیئے جاتے ہیں۔ کبھی ایسی تاویل کر دی جاتی ہے جس کا بیچارہ مصنف گمان بھی نہیں کر سکتا ہوگا۔ غرض "متنبیّن" کی حیلہ گری اور شعبدہ بازی اپنے فن کا ہر روز نیا مظاہرہ کرتی رہتی ہے۔

حکیم الاسلام حجۃ اللہ تعالیٰ فی الارض حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نور اللہ مرقدہٗ کی ذات گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں، وہ اسلام کی حقانیت کی روشن دلیل، اور علوم و حقائق کا وہ مینارہ نور ہیں جن کی مثال شاذ ہی ملے گی۔ تفسیر و حدیث و فقہ، علوم اسرار و حکمت، تصوف و کلام نے ان سے زندگی اور روشنی پائی ہے آپ کی ذات عالی کی طرف کسی بات کا منسوب کر دینا گویا اسے بزعم خود اسلامی اور دینی سند کا عطا کر دینا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ اور ان کے خانوادہ کے عقائد اظہر من الشمس ہیں۔ "ختم نبوت" پر ان کا عقیدہ کسی دلیل کا محتاج نہیں۔ لیکن مرزائی قافلہ کے رہبر وں اپنی تاخت میں کسی کی پرواہ نہیں کرتے ان کا حال بقول شاعر؎

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں

مرزا غلام احمد متنبی کے ضلع گورداسپور کے ایک قصبہ شاہ پور جاجان میں پیدا ہونے والے ڈاکٹر اللہ دتہ مضطر نامی کوئی فاضل ہیں۔ جنہوں نے وکٹوریہ یونیورسٹی انگلینڈ کے شعبۂ تعلیمات مشرق اوسط سے ایم اے پی ایچ ڈی کی ڈگریاں حاصل کی ہیں۔ پھر چیچہ وطنی میں گورنمنٹ ایجوکیشنل ٹرسٹ کالج کے پرنسپل رہے اپریل ۱۹۷۴ء سے وہ پاکستان کے سرکاری ادارہ نیشنل کمیشن ان ہسٹاریکل اینڈ کلچرل ریسرچ اسلام آباد میں سینئر ریسرچ فیلو کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔ فاضل مذکور نے اسی پاکستانی سرکاری ادارہ سے سرکاری خرچ پر ۱۹۷۹ء میں ایک کتاب شائع کروائی ہے جس کا نام ہے "شاہ ولی اللہ۔ مسلم ہند کے ایک ولی عالم" اس کتاب کے صفحہ ۱۱۵ پر وہ رقم طراز ہیں۔

"عقیدہ ختم نبوت کا انکار بایں ہمہ حضرت شاہ ولی اللہؒ کے نزدیک ایک مسلمان کو اسلام کے (دائرہ) کیش میں رہنے کے ناقابل نہیں کر دیتا باوجود ان کے اس نتیجہ نکالنے کے کہ شیعہ ائمہ کے متعلق جو عقیدہ رکھتے ہیں، وہ "ختم نبوت" کے عقیدہ کے منافی ہے۔ شاہ ولی اللہ نے شیعہ کو کافر نہیں قرار دیا۔

ان کے نزدیک مسلمان کو جو شرائط اسلام سے نکال دیتی ہیں وہ یہ ہیں: ۱۔ اللہ تعالیٰ کا انکار ۲۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری کا انکار ۳۔ غیر خدا کی پرستش ۴۔ بعد مرگ زندگی (معاد) کا

انکار ہو جملہ ضروریات دین (میں سے کسی ایک کا) انکار"

(بحوالہ حسن العقیدہ مشمولہ تفہیمات جلد اول صفحہ ۲۴۳)

فاضل مصنف ڈاکٹر اللہ دتہ مضطر صاحب نے جس تفہیم سے مذکورۃ الصدر چار شرائط نقل کی ہیں۔ تعجب ہے کہ چند سطر بعد اس تفہیم نمبر ۶۹ صفحہ ۲۰۱ پر ان کی نظر نہیں پڑی۔ جہاں حضرت شاہ صاحبؒ نے اسے "حسن العقیدہ" کے تحت میں ارقام فرمایا ہے۔

"اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین (آخری نبی) ہیں۔ ان کے بعد کوئی (نیا) نبی نہیں اور آپ کی دعوت (و بعثت) تمام انسانوں اور جنات کے لیے عام ہے اور آپ اس خصوصیت اور اس قسم کے دیگر خصائص کی وجہ سے تمام انبیاء میں افضل ہیں۔"

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی اس واضح عبارت سے ثابت ہے کہ آپ کا عقیدہ ختم نبوت پوری امت کی طرح راسخ و پختہ ہے اور آپ "لا نبی بعدہ" پر کامل ایمان رکھنے کے ساتھ آپ کی دعوت و بعثت عامہ پر کلی اذعان و اتفاق رکھتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جب آپ تمام انسانوں اور جنات کے لیے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے ببانگ دہل قائل اور اعلان کرنے والے ہیں اور اس تفہیم میں آگے چل کر "نبی" کے انکار پر کفر کا فتویٰ صادر کرتے ہیں تو یہ کیسے ممکن ہے کہ جس "نبی" کی دعوت کو وہ تمام جن و انس کے لیے "عام" قرار دے رہے ہیں وہ اس "نبی" کے منکر کو کیسے مسلمان کہہ سکتے ہیں جب کہ آپ کی بعثت و دعوت "عمومیہ" آپ کی ختم نبوت کا دوسرا عنوان و نتیجہ ہے۔

غرض حضرت شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ کی اس تفہیم کے اس اقتباس سے یہ بات ثابت و مبرہن ہو جاتی ہے کہ آپ ختم نبوت کے عقیدہ کے کسی منکر کو اسلام کے دائرہ میں کبھی شمار نہیں کر سکتے۔ اس لیے فاضل مصنف جناب ڈاکٹر اللہ دتہ مضطر کا یہ ادعا کہ "عقیدہ ختم نبوت کا انکار بایں ہمہ حضرت شاہ ولی اللہ کے نزدیک اسلام کے دائرہ و کیش میں رہنے کے ناقابل نہیں کر دیتا" حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر خلا افتراء اور بہتان ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ کی دیگر تصنیفات اس پر گواہ ہیں کہ وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے نہ صرف قائل بلکہ اس عقیدہ اور اس کے حکم و اسرار کے مبلغ اور داعی بھی ہیں حجۃ اللہ البالغہ اور ان کی دیگر تصنیفات میں "نبوت" پر ان کے مباحث دیکھے جا سکتے ہیں۔ جہاں تک شیعہ حضرات کی عقیدۂ امامت کی تشریحات کا تعلق ہے وہ ہمارا موضوع نہیں۔ تاہم "شیعہ" ختم نبوت کے انکار کا اظہار و اعلان نہیں کرتے۔ اس بنا پر حضرت شاہ صاحبؒ کا شیعہ کو کافر قرار نہ دینا اس بات کا ثبوت نہیں ہو سکتا کہ وہ ختم نبوت کے منکر کو بھی دائرہ اسلام کے اندر شمار کرتے ہیں۔

فقیر نہیں جانتا کہ ڈاکٹر اللہ دتہ مضطر صاحب کا قادیانیت سے کیا تعلق ہے لیکن ان کی یہ کاوش قادیانیت کی کھلی حمایت ہے اور ان کے مفاد (cause) اور عقیدہ کو تقویت پہنچا رہی ہے اسی کتاب کے اسی صفحہ میں آگے چل کر "جملہ ضروریات دین (میں سے کسی ایک کا) انکار" کی دفعہ جسے حضرت شاہ صاحبؒ نے کفر کا سبب قرار دیا ہے۔ وہ جس طرح مبہم (vague) قرار دے کر اس کی اہمیت کو ختم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کی "نام نہاد اہل قبلہ" مرتدین و زنادیق فرق "کو اسلام میں رکھنے کی ایک سعی باطل ہے۔ ہم حضرت شاہ صاحبؒ کو ان جملہ باطل و کافرانہ افکار سے بری سمجھتے ہیں جو "زنادقہ" اور "منکرین ختم نبوت" کو اسلام کے دائرہ میں سمجھ کر انہیں مسلمان قرار دیتے ہوں۔ "ختم نبوت" اسلام کا اساسی عقیدہ ہے جس کے بغیر "دین اسلام" کا وجود باقی نہیں رہتا۔ امت "ختم نبوت" کے عقیدہ سے قائم ہے یہ عقیدہ نہ ہو تو امت کا تاروپود بکھر کر رہ جائے اور دین بازیچۂ اطفال بن جائے۔

ہم حکومت پاکستان سے پرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ سرکاری اداروں میں ایسی کتابوں کی اشاعت کی اجازت نہ دے اور ایسے حضرات جو سرکاری اداروں اور سرکاری خرچ پر اپنی مقصد براری کے لیے ایسی کتابیں شائع کرتے ہیں۔ سخت محاسبہ کرے۔ ہمیں شبہ ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی سوانح لکھنے کا مقصد صرف یہی تھا۔ کہ ختم نبوت کے منکرین کو غیر مسلم نہ قرار دینے والا ثابت کیا جائے اور اس طرح قادیانیت کی حمایت کی سبیل نکالی جائے۔

آخر میں ہم جناب عبداللہ ڈائرکٹر پاکستان دینی ترقیاتی اکیڈمی پشاور کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے اس کتاب اور بات کی طرف ہماری توجہ مبذول کرائی۔

حضرت امیر مرکزیہ کی روانگی

امیر مرکزیہ شیخ طریقت حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ اور خطیب پاکستان مولانا ضیاء القاسمی لندن کانفرنس میں شرکت کے لیے لندن روانہ ہو گئے۔

مزید قادیانی گرفتار

لندن جانے والے مزید گیارہ قادیانی زاہدہ بانو بشریٰ بیگم، حبیب الرحمان جاوید، راجہ خالد، میاں اللہ دتہ، نزاکہ زرین، صفدر علی جاوید، نسیم چوہدری، عبدالستار بلدر دھر لیے گئے انہوں نے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کیا تھا۔

مکتوب لندن

رپورٹ: قاری تصور الحق!

عظیم الشان علاقائی ختم نبوۃ کانفرنس لندن

اہل سنت کی قدم نمائندہ

تنظیم جمعیۃ علماء برطانیہ کے زیر اہتمام مرکزی جامع مسجد ساوتھ ہال لندن میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ ملک بھر سے آئے ہوئے جمعیۃ کے اکابر نے مسئلہ ختم نبوت، قادیانیوں کی سرگرمیوں اور اس فتنہ کے عقائد سے آگاہ کیا۔ ربوہ کے سالانہ جلسے کے بعد قادیانیوں نے برطانیہ کو اپنا اڈہ بنالیا ہے اور دو تین سال سے قادیانی بھاگ کر یہاں پہنچ رہے ہیں لیکن مسلمانان برطانیہ قادیانیوں کو اپنی منافقانہ چالوں میں کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ کانفرنس میں لندن کے علاوہ ریڈنگ، راچڈیل شیفیلڈ، نراچدرم برمنگھم، بریڈفورڈ، گلاسکو، ہڈرشیفیلڈ، بلیک برن ڈنکاسٹر اور دوسرے مقامات سے قافلوں کی شکل میں شمع ختم نبوت کے پروانوں نے شرکت کی جبکہ کانفرنس کی صدارت امیر مرکزیہ مولانا لطیف الرحمٰن نے کی کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا عبدالرشید ربانی سیکرٹری جنرل نے کہا کہ قادیانی پاکستان سے بھاگ کر یہاں پہنچ رہے ہیں لیکن ملک چھوڑتے وقت انہیں اس کا خیال نہ رہا کہ جن جیالوں کی سرفروشانہ جدوجہد کے نتیجہ میں وہ بھاگ کر یہاں آرہے ہیں وہ ان کا تعاقب کرنے کے لیے یہاں بھی موجود ہیں چنانچہ آج ہم عہد کرتے ہیں کہ ہماری یہاں جدوجہد قادیانیت کے خاتمے تک جاری رہے گی۔ مولانا مفتی مقبول احمد نے کہا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیئے جانے کے پس پردہ اہل اسلام اور علماء حق کی طویل قربانیاں کارفرما ہیں۔ قاری تصور الحق سیکرٹری نشر واشاعت نے کہا کہ عنقریب جمعیۃ علماء ایک عظیم منصوبہ شروع کر رہی ہے جس میں علماء اکیڈمی بھی قائم ہوگی اور نشر واشاعت کا ادارہ بھی، جس کے تحت ادیان باطلہ اور غلبہ اسلام کے لیے مختلف زبانوں میں کام ہوگا۔ کانفرنس سے مولانا ابراہیم مولانا اسلم زاہد۔ مولانا فدا الرحمٰن درخواستی۔ مولانا مفتی بشیر احمد، مولانا سیف اللہ سیف۔ مولانا امداد الحسن نعمانی۔ مولانا سید امیر اللہ طارق۔ حافظ غلام محمد لودھر، حافظ محمد اکرم، مولانا قاری عبدالرشید رحمانی۔ مولانا عبدالرحمٰن تاراپوری۔ قاری قمر زمان۔ قاری محمد قربان۔ غیاث الدین خان اور مولانا اکرم نے بھی خطاب کیا۔ اس موقعہ پر مولانا فتح محمد لوہر مولانا مفتی محمد اسلم۔ مولانا یوسف کیا طرمولانا محمد خورشید، مولانا جلال پٹیل، مولانا منور حسین سورتی۔ مولانا سلیم۔ مولانا قاری ایوب ہزاروی۔ مولانا عبدالستار اور دیگر علماء بھی موجود تھے۔

لندن کانفرنس کی قرار دادیں

جمعیۃ العلماء برطانیہ کے زیر اہتمام مرکزی جامع مسجد ساوتھ ہال لندن میں یکروزہ عظیم الشان منعقدہ ختم نبوت کانفرنس کا یہ عظیم اجتماع اقوام متحدہ کے اقلیتی کمیشن میں قادیانیوں کو یک طرفہ طور پر مظلوم قرار دیتے ہوئے انسانی حقوق کے نام پر حکومت پاکستان کے قانونی اقدامات بند کرنے کے مطالبہ کو مسترد کرنے قادیانیوں کو اسلامی اصطلاحات کے استعمال سے روکنے کے لیے حکومت سے کارروائیوں کو جاری رکھنے کا مطالبہ کیا جبکہ اجتماع نے قادیانیوں کے حق میں غیر مسلم عالمی عدالت کے فیصلہ اور اقوام متحدہ کے اقلیتی کمیشن کی قرارداد کو بھی اسلامی جمہوریہ پاکستان کے پہلے غیر مسلم وزیر خارجہ آنجہانی سر ظفر اللہ اور جنیوا میں مستقل پاکستانی قادیانی مندوب کی کوششوں اور غیر مسلموں کی قادیانیت نوازی اور اسلام دشمنی کا مظہر قرار دیا۔ اجتماع نے مالدیپ حکومت کے سربراہ، سعودی حکومت اور ملائیشیا کی حکومت کے ان اقدامات کو سراہا جن کے ذریعے ان مرتدین کے داخلہ کو اپنے اپنے ملکوں میں ممنوع قرار دیا جبکہ اقوام متحدہ کے اقلیتی کمیشن میں مسلمان مندوبین کی مسئلے سے ناواقفیت کی بنا پر قرارداد کی حمایت کو انتہائی غافلانہ اور غیر ذمہ دارانہ اقدام قرار دیا اور حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا کہ وہ تمام دنیا میں سفارتی سطح پر مستقل شعبہ کے قیام کے ذریعہ عقیدہ ختم نبوۃ کے تحفظ کو اپنے اولین مقاصد میں شامل کرے۔ اجتماع نے اسرائیلی حکومت کے ساتھ قادیانیوں کے بڑھتے ہوئے تعلقات کو بھی اسرائیل کے قیام کی کوششوں کے مترادف قرار دیا اور ان کی سرگرمیوں پر کڑی نگرانی کا مطالبہ کیا اجتماع نے برطانیہ میں مختلف اداروں سے مسلمان ہونے کے ناطے سے حقوق لینے کے اقدام، ریڈیو اور دیگر ذرائع ابلاغ کے ذریعہ پاکستان، عالم اسلام اور اسلامی روایات کے خلاف گھٹیا پروپیگنڈا کی شدید مذمت کی جبکہ پاکستان میں مبلغین ختم نبوت کا اغوا اور قتل کی وارداتوں پر پردہ ڈالنے اور اس مسئلہ میں اقوام عالم کو دھوکہ دینے اور پاکستان کو بدنام کرنے کے لیے، ریڈیو فلموں کی تیاری کو بھی مذموم اقدام قرار دیا اور ان کی شاطرانہ چالوں سے ہوشیار رہنے کی اپیل کی۔ اجتماع نے مغربی جرمنی اور دیگر کئی ایک ملکوں میں قادیانی ہونے کے ناطے پناہ دلوانے والے گروہ کی اس بڑی سازش پر تشویش کا اظہار کیا اور زر اور زن کے بدلے سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی اس عالمی کاروبار کی اجازت پر متعلقہ ممالک سے احتجاج کیا اور حکومت پاکستان کی اس نازک صورت حال سے بے خبری اور اس مسئلہ میں سرد مہری دکھائے جانے پر افسوس کا اظہار کیا

نیز کانفرنس نے اس عزم کو دھرایا کہ وہ خون کے آخری قطرہ کے بہہ جانے تک اس باطل اور مرتد گروہ کا تعاقب و محاسبہ جاری رکھیں گے اور دشمنان ختم نبوت کے لیے دنیا بھر کو قبرستان بنا کر دم لیں گے۔ جمعیۃ العلماء برطانیہ کے زیر اہتمام منعقدہ ختم نبوت کانفرنس کا عظیم اجتماع ”محمد زڈار“ فلم بندی کو مسلمانوں کی ایمانی غیرت پر ضرب کاری کے مترادف قرار دیتے ہوئے ادارہ یو بوس سے اس کو فوراً ختم کرنے اور نہ دکھانے کا مطالبہ کرتا ہے۔ یہ اجتماع اس فلم کی تیاری کو صیہونیت کی سازش سمجھتا ہے اور ایسے پروگراموں کو لاکھوں تارکین وطن مسلمانوں کے علاوہ تمام دیکھنے والے مسلمانوں کو اسلامی روایات کے سلسلہ میں رفتہ رفتہ بے شرم بنانے کے باقاعدہ منصوبے کی کڑی قرار دیتا ہے اور مسلمانوں سے اس سلسلہ میں موثر احتجاج کا مطالبہ کرتا ہے۔

بقیہ: لیبیا کے پروفیسر

سے یہ ضرور پوچھنا چاہیں گے۔ کہ انہوں نے یہ بات کرتے ہوئے جب سرسید مرحوم کے افکار و کردار کے حوالوں کا ڈھیر لگا دیا ہے تو شاہ صاحب کے بارے میں ایک حوالہ دیئے بغیر چپکے سے کیوں آگے گزر گئے ہیں؟

کیا یہ اس بات کی علامت نہیں کہ مصنف نے شاہ صاحب کے بارے میں یہ بات بغیر کسی حوالے اور بغیر کسی بنیاد و دلیل کے یونہی درج کر دی ہے؟

مصنف کی جس بات سے ہمیں شدید دکھ پہنچا ہے وہ یہ ہے کہ اس نے تمام تاریخی اور اخلاقی تقاضوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے علامہ اقبال وغیرہ کا شمار مرزا غلام احمد قادیانی کی قبیل کے لوگوں میں کیا ہے۔ اگرچہ ”فکر ہر کس بقدر ہمت اوست“ لیکن علامہ اقبال کے افکار نے ملت اسلامیہ کے جسد بے روح میں جو جان پیدا کی آج اس سے کوئی بھی صاحب نظر انکار نہیں کر سکتا یہ بہر حال زیادتی ہے کہ ان کا شمار مرزا غلام احمد کی قبیل کے لوگوں میں کیا جائے۔ یہاں مصنف کی معلومات کے لئے یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نادانستگی میں سامراجی مفادات کے لئے استعمال نہیں ہوئے بلکہ انہوں نے ”بقائمی ہوش و حواس“ اور باقاعدہ سوچے سمجھے منصوبے اور پلاننگ کے تحت خود کو سامراجی مفادات کا آلہ کار بنایا تھا۔ اور اس حقیقت پر ان کا وہ بیان شاہد عدل ہے۔ جس میں انہوں نے خود کو انگریزوں کا خودکاشتہ پودا قرار دیا ہے (ملاحظہ ہو تبلیغ رسالت از مرزا غلام احمد جلد ہفتم ص۱۹)

اس کے علاوہ مرزا غلام احمد نے انگریزی حکومت کی حمایت و وفاداری کو اپنے دین کا ضروری جزو قرار دیا تھا۔ ایک جگہ مرزا صاحب لکھتے ہیں۔

”اب اس تقریر سے جس کے ساتھ میں نے اپنی سترہ سالہ مسلسل تقریروں سے ثبوت پیش کئے ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ میں سرکار انگریزی کا بدل و جان خیر خواہ ہوں۔
(ضمیمہ کتاب البریہ از مرزا غلام احمد صفحہ ۹)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں۔

میری عمر کا اکثر حصہ سلطنت انگریزی کی تائید و حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہارات طبع کئے ہیں۔ کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ان کتابوں کو تمام ممالک عرب اور مصر و شام اور کابل تک پہنچایا ہے۔
تریاق القلوب از مرزا غلام احمد ص۲

اب پروفیسر اکرم میرانی صاحب فرمائیں کہ کیا یہ سب کچھ نادانستگی میں ہی ہوتا رہا۔

حقیقت یہ ہے کہ مرزا غلام احمد ایک استعماری ضرورت ہے۔ اور اب اس حقیقت میں کسی کو کلام نہیں رہا کیونکہ وقت نے ان کے اور ان کے ایجاد کردہ مذہب کے رخ سے فریب اور جھوٹ کے تمام ملمع خود ہی اتار دیئے ہیں نجانے اکرم میرانی صاحب کا مرزا غلام احمد کی انگریزی حکومت کے لئے ایجنٹی اور وفاداری و جاں سپاری کو نادانستگی قرار دینے کا کیا مقصد ہے؟ اس طرح مصنف کا یہ بیان بھی تحقیق طلب ہے جس میں انہوں نے البیرونی کی الآثار کے ایڈیٹر کے حوالے سے یہ بات کی ہے کہ ”اگر مسلمانوں میں اشعری اور غزالی نہ پیدا ہوتے تو آج ان میں سینکڑوں گلیلیو اور نیوٹن پیدا ہو چکے ہوتے (صفحہ ۱۰۷)

امام غزالی کے بارے میں اس بات کی بنیاد سوائے غزالی سے کلی بغض کے اور کسی شے پر معلوم نہیں ہوتی کیونکہ غزالیؒ کا شمار تو اپنے دور کے نہایت ”ترقی پسند“ مفکرین میں ہوتا ہے۔ اور ان کی فکر تو آج اس دور میں بھی اسی طرح تروتازہ اور توانا ہے کہ جس طرح کہ آج سے صدیوں پہلے تھی۔

غزالی کے افکار کی ترقی پسندی اور انقلابیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب غزالی کی کتابیں احیاء العلوم وغیرہ شائع ہوئیں۔ تو مغرب اقصیٰ کی لمتین اور مرابطین الحکومتوں نے ان کے اثر و نفوذ سے خوف زدہ ہو کر انہیں جلا دینے کا حکم دیا تھا۔ اور تو اور اس کے دور کے بعض قدامت پسند حضرات نے بھی غزالی کی ترقی پسندی وسعت نظر اور نفوذ پذیری کو برداشت نہ کیا اور غرناطہ شہر کے مشہور عالم اور ”شفا“ کے مصنف قاضی عیاض نے بھی غزالی کی کتابوں کو جلانے کا حکم دیا تھا۔

ابن عماد نے قاضی عیاض کے تذکرے میں نقل کیا ہے۔ امر باحراق الکتب الغزالی۔

ص۱۲۹ ج ۴ یعنی

قاضی عیاض نے غزالی کی کتابوں کو جلا دینے کا حکم دیا۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مقالات احسانی ص۲۱)

یہ چند موٹے موٹے اشارات ہیں جو ”پاکستان، ثقافت اور انقلاب“ کے مطالعہ کے دوران سامنے آنے والے نکات سے پیدا ہوتے اگر اکرم میرانی کی اس کتاب کا تفصیل سے تجزیہ کیا جائے۔ تو اس کے رد میں ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ لیکن یہاں ان چند اشارات پر ہی اکتفاء کیا جا رہا ہے۔

ہمیں اس سے بحث نہیں کہ مصنف نے اپنی کتاب میں جا بجا انحطاط کو انحطات، تسخیر کو تصخیر (صفحہ ۷۹)، ارتکاب کو ارتقاب (صفحہ ۹۰) قواعد کو قوائد (ص۹۵) ارتقاء کو ارتکاء (ص۱۶۳) اکھاڑ پچھاڑ کو اچھاڑ

پچھاڑ (صفحہ ۱۳۶) اور لفوز کو نفوس (صفحہ ۲۸۲) لکھا ہے۔ بلکہ ہم مصنف کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جس طرح ان کے نزدیک وہ تمام شخصیات احترام و تبریک کی مستحق ہیں۔ جنہوں نے اپنے شعبہ میں قوم کی فکری و عملی راہنمائی کی ہے اور جس طرح نظریات اپنے موسسین سے جدا ہو کر زندہ نہیں رہ سکتے اسی طرح قومیں بھی اپنے ماضی سے کٹ کر آگے نہیں بڑھ سکتیں۔ اس لئے ہم مصنف کو مشورہ دیں گے کہ وہ نہایت کھلے دل و دماغ سے تاریخ کا مطالعہ کریں اور اپنے دل و دماغ کو تنگ ظرفی اور محدود سوچ کے خانوں میں بند کرنے کی بجائے تمام حقائق تک پہنچنے کا جو یا بنائیں۔

بقیہ: گستاخانِ رسول کی نفسیات

دلوا دے؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ شریف کے صحن کے ایک کونے میں تشریف فرما تھے۔ لوگوں نے بطور تمسخر اس تاجر سے کہا ـــــ "وہاں جو آدمی بیٹھا ہے اسے دیکھتے ہو؟ اس کے پاس جاؤ۔ تمہارے جو دام واجب ہیں انھیں بس یہی شخص وصول کرا کے دے سکتا ہے!"

تاجر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا ـــــ "اے محمدؐ! میں غریب الوطن مسافر ہوں" پھر اپنا پورا قصہ سنایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر اس کے ساتھ ابوجہل کے گھر تشریف لے گئے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ اس نے اندر سے پوچھا۔ "کون ہے؟"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں ہوں محمدؐ۔ ابی عبد اللہ ذرا باہر آؤ" وہ دروازہ کھول کے باہر آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا ـــــ "اس شخص کے تم پر جو دام واجب ہیں وہ ادا کرو" اس نے کہا۔ "اچھا"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "جب تک تم اس کے دام نہیں دو گے میں یہاں سے نہیں جاؤں گا"۔ ابوجہل گھر میں گیا، اور جتنے پیسے واجب تھے وہ لا کر اس شخص کو دے دیئے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے گئے۔ تاجر پھر قریش کی چوپال میں آیا اور بولا ـــــ "اللہ محمدؐ کو جزائے خیر دے۔ انہوں نے بڑی آسانی سے میرا حق مجھے دلوا دیا" یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔ اس کے بعد جب ابوجہل چوپال میں پہنچا تو لوگوں نے اس سے کہا۔ "یہ تم نے کیا کیا؟ خدا کی قسم ہم نے تو اس آدمی کو محمدؐ کے پاس صرف اس لیے بھیجا تھا کہ ہم اس سے مذاق کرنا چاہتے تھے" ابوجہل نے جواب دیا۔ "بس رہنے دو۔ خدا کی قسم جیسے ہی اس نے میرا دروازہ کھٹکھٹایا میرے تو حواس باختہ ہو گئے۔ میں اس سے ملنے کے لیے باہر نکلا تو اس کے ساتھ ایک ایسا اونٹ تھا کہ ایسا میں نے آج تک نہیں دیکھا۔ کتنے کا سائز اور دانت، کھلا ہوا منہ جیسے لپکنے والا ہو۔ خدا کی قسم، اگر میں بات ماننے سے انکار کرتا تو وہ مجھے چبا ڈالتا۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے اس آدمی کے دام فوراً ادا کر دیئے"۔ لوگوں نے کہا ـــــ "یہ بھی محمدؐ کا جادو ہے" (ابن ہشام، "سیرت"، صفحہ ۲۵۔ بلاذری، "انساب"

۲ جلد اول صـ ۱۲۸ - ۱۲۹)

ابوجہل سے کسی دوست نے انکار اسلام کا سبب پوچھا تو کہا۔ "پرانے زمانے میں جب کبھی قبیلہ بنی ہاشم نے کوئی قابل فخر کام کیا تو میرے قبیلہ نے بھی ویسا ہی یا اس سے بڑھ کر کارنامہ دکھایا، فیاضی دکھائی، عزیز پروری کی وغیرہ وغیرہ۔ اب وہ فخر کرتے ہیں ان میں خدا نے ایک رسول مبعوث کیا ہے۔ اس کا بھلا اب میرا قبیلہ کہاں مقابلہ کر سکتا ہے اور جوابی پیغمبر پیدا کر سکتا ہے؟ نہیں، میں اسے کبھی نہیں مانوں گا کہ بنی ہاشم کو یہ فخر حاصل ہوا ہے!" اس قصے سے معلوم ہوگا کہ کفر خاندانی غرور اس کی عداوت کا باعث تھا۔

بقیہ: فضائل صدقات

وقت میرے کام آسکے گا یا نہیں، تو پھر اسی وقت کیوں نہ اس کو آخرت کا ذخیرہ بنا کر اللہ کے بینک میں جمع کر دوں۔ دوسرا شریک وارث ہے جو ہر وقت اس انتظار میں رہتا ہے کہ کب تو گڑھے میں جا وے تاکہ وہ سارا مال وصول کرے تیسرا تو خود اس مال کا شریک ہے وہ اپنے کام میں لا سکتا ہے۔ پس اس کی کوشش کر کہ تو تینوں شریکوں میں کم حصہ پانے والے نہ ہو۔ ایسا نہ ہو کہ مقدر اس کو لے اڑے کہ وہ ضائع ہو جائے یا وارث لے اڑائے۔ اس سے بہتر یہی ہے کہ تو اس کو جلدی سے حق تعالیٰ شانہٗ کے خزانہ میں جمع کر دے۔ اس کے علاوہ حق تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۔ اور یہ اونٹ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے تو کیوں نہ اس کو اپنے لیے مخصوص کر کے محفوظ کر لوں اور آگے بھیج دوں۔

ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک جانور کا گوشت حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ حضورؐ نے خود اس کو پسند نہیں کیا مگر دوسروں کو کھانے سے منع بھی نہیں کیا۔ میں نے عرض کیا کہ اس کو فقیروں کو دے دوں۔ حضورؐ نے فرمایا، ایسی چیز ان کو مت دو جس کو خود کھانا پسند نہیں کرتی ہو۔

ایک حدیث میں ہے کہ حضرت ابن عمرؓ شکر خرید کر غرباء پر تقسیم کر دیتے۔ حضرت کے خادم نے عرض کیا کہ اگر شکر کی بجائے کھانا بانٹا کرے تو غرباء کو اس سے زیادہ نفع ہو۔ فرمایا صحیح ہے میرا بھی یہی خیال ہے لیکن حق تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۔ اور مجھے شکر میٹھا زیادہ مرغوب ہے۔ (در منثور) یہ حضرات کسی چیز کو افضل سمجھتے ہوئے بھی حق تعالیٰ شانہٗ اور اس کے پاک رسولؐ کے ظاہر الفاظ پر عمل کرنے کی اکثر کوشش کیا کرتے تھے اس کی بہت سی مثالیں احادیث میں موجود ہیں۔ یہ محبت کی انتہا ہے کہ محبوب کی زبان سے نکلی ہوئی بات پر عمل کرنا چاہے افضل دوسری چیز ہو۔

خالص اور سفید ——— صاف وشفاف

شکر (چینی)

باوانی شوگر ملز لمیٹڈ

پتہ

حبیب اسکوائر ایم اے جناح روڈ (بندر روڈ)
کراچی

آج کے دور میں

ہر گھر کی ضرورت

چینی کے برتن

ہم

نفیس، خوبصورت اور خوشنما ڈیزائن چینی (پورسلین) کے اعلیٰ قسم کے برتن بناتے ہیں

استعمال میں اعلیٰ — چلنے میں دیرپا

ایک بار آزمائیے

دادا بھائی سرامک انڈسٹریز لمیٹڈ ۲۵/بی سائٹ کراچی فون ۲۹۱۴۲۹

S-1-1-E

WEEKLY **KHATME-NUBBUWAT** KARACHI
Registered S No 322(

ختمِ نبوۃ

سر میں خیال مصطفےٰ دل میں غمِ نبی نہیں حق کی قسم یہ زندگی موت ہے زندگی نہیں،

ہے یہ حقیقت عیاں ہزل نہیں ہنسی نہیں
خاتمِ انبیا کے بعد اور نبی ؟ کبھی نہیں !

طبع اسیرِ مصطفےٰ تشنۂ بیخودی نہیں
واقفِ حال ماسوا اب میری آگہی نہیں

پھر تبرِ خلیلؑ سے توڑ بتانِ آذری
عشق ہے آج حکمراں عقل کی دل لگی نہیں

آتشِ عشق کے شرر خاکِ حرم میں جا کے ڈھونڈھ
ارضِ عجم میں شور ہے، شورشِ بوذریؓ نہیں

منکرِ خاتمِ رسل بعثتِ نو کا مدعی !
ہے ازلی عدو مرا ایسوں سے دوستی نہیں

عرشِ عظیم مدح گو فرشِ زمیں درود خواں،
ذکرِ رسولؐ سے تہی کوئی مقام بھی نہیں !

شاہِ عرب کی اک مثال چشمِ فلک نہ پا سکی
کون و مکاں میں آپؐ کی کوئی نظیر ہی نہیں

ختمِ حضورِ پاک پر سلسلۂ رسل ہوا
قابلِ التفات ہی اب کوئی مفتری نہیں

مجھ کو بھی اے کریم ہو طیبہ کی حاضری نصیب
سچ ہے تری جناب میں لطف کی کچھ کمی نہیں

آہنِ بخت تیرہ کو شوقی دل فگار تو !
عشق نبی سے زر بنا عشق سی شے کوئی نہیں

حضرت شوقی